أجلی نجوم الرجم
بر ایڈیٹر "النجم"

AlahazratNetwork.Org

اجلی نجوم الرجم

رسالہ ہذا کی تصنیف کا پس منظر

فاضل جلیل حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رضوی
استاد جامعۃ الازہر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس منظر بیان کرنے سے پہلے ایک مسئلہ شرعی کا ذکر ضروری ہے۔ ائمہ واکابر نے اس پر جزم فرمایا کہ مقتدی کی نماز درست ہونے میں اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے، اگر امام کی نماز مقتدی کے مذہب پر صحیح نہیں تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔

[رسالہ ہذا: ص۳]

مثلاً شافعی امام نے عورت کو چھوا جو شوافع کے نزدیک ناقض وضو ہے اور بھول کر وضو کئے بغیر نماز کو کھڑا ہو گیا اور حنفی کو اس کی یہ حالت معلوم ہے تو حنفی کی نماز ہو جائے گی کہ اس کے مذہب پر امام باوضو ہے اور اعتبار اسی کی رائے کا ہے۔ اور اگر شافعی امام نے فصد کھلوائی جو شوافع کے مذہب میں ناقض وضو نہیں اور وضو کئے بغیر نماز پڑھائی تو حنفی کی نماز نہ ہوئی کہ اگرچہ امام اپنے مذہب پر باوضو ہے لیکن مذہب مقتدی پر بے وضو ہے اور اعتبار مقتدی ہی کی رائے کا ہے۔

Alahazratnetwork.org

فقیہ ابو جعفر ہندوانی مقتدی اور امام دونوں کی رائے کا اعتبار کرتے ہیں، لہٰذا ان کے نزدیک مذکورہ دونوں صورتوں میں حنفی کی نماز نہ ہوگی۔ پہلی صورت میں اس لئے کہ امام اپنے مذہب پر بے وضو ہے، اور دوسری صورت میں اس لئے کہ امام مقتدی کے مذہب پر بے وضو ہے، اور دوسری صورت میں اس لئے کہ امام مقتدی کے مذہب پر بے وضو ہے، اور اعتبار ان کے نزدیک دونوں کی رائے کا ہے۔ [ص۱۳]

تنہا امام ابوبکر رازی صرف رائے امام کا اعتبار کرتے ہیں کہ اگر حنفی نے شافعی کی اقتدا کی اور امام کے مذہب پر اس کی نماز درست ہے تو حنفی کی بھی درست ہوگی۔ [ص۱۴]

سیدنا اعلیٰ حضرت نے اس رسالہ کے ایک مقام پر اس مسئلہ کی یوں تفصیل فرمائی ہے:

یہاں دو مسئلے ہیں:

اول خاص اس نماز کا لحاظ، اگر اس میں امام کا ہمارے مذہب کی رو سے بے وضو یا فاسد الصلاۃ ہونا معلوم ہو جب تو اس کے پیچھے نماز ہو ہی نہیں سکتی، یہی صحیح، یہی معتمد، قول جمہور قرین اجماع ہے۔ اور اگر معلوم ہے کہ اس میں نماز ہمارے مذہب کے جملہ فرائض کی رعایت ہوتی ہے تو اس کے پیچھے صحت نماز میں شبہہ نہیں، اور ارجح یہ ہے کہ کراہت بھی نہیں۔ اور اگر خاص اس نماز کا حال معلوم نہیں تو اب دوسرا مسئلہ لحاظ عادت امام ہے۔ اگر امام کی عادت معلوم ہے کہ مراعی و محتاط ہے، یعنی ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہے تو بلا کراہت جائز، اور معلوم ہے کہ غیر مراعی ہے، بے اعتنائی کا عادی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ اور اس سے احتراز مطلوب۔ اور اگر اس کا حال بھی معلوم نہیں تو ارجح یہ ہے کہ صلاح و احتیاط پر محمول کریں

گے اور بے وضو نہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ ہے عطر تحقیق، واللہ تعالٰی ولی التوفیق۔ جہاں صحت وعدم صحت کی بحث قول محقق پر ہو تو وہ مسئلہ اولٰی ہے۔ اور جہاں صرف کراہت کی بحث ہو وہ مسئلہ ثانیہ ہے۔ [ص ۲۲۔۲۳]

اس مسئلہ کا ذکر کیوں ضروری ہوا کہ رسالہ ہذا کی ابحث اس کے گرد گردش کرتی ہیں۔ رسالہ ہٰذا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی مولوی عبدالشکور کا کوروی ایڈیٹر رسالہ "النجم" نے اپنی کتاب "علم الفقہ" میں مذکورہ قول جمہور قریب باجماع سے انحراف کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی لاحاصل کوشش کی ہے کہ نمازِ مقتدی کی درست ہونے میں رائے امام کا اعتبار ہے۔

رسالہ ہذا کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے کہ کس شخص نے امام اہل سنت کی بارگاہ میں چند اقوال کے بارے میں استفتا کیا۔ وہ اقوال یہ ہیں:

(۱) زید کہتا ہے کہ غیر مقلدین کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

(۲) بعض متعصب مقلدین غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہ تعصب نہایت برا ہے۔

(۳) کوئی معقل منداس فعل قبیح کو جس سے امت میں افتراق پیدا ہو جائز نہ رکھے گا۔

(۴) ہاں اگر کوئی غیر مقلد امام صاحب کو برا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت سے فاسق ہو جائے گا اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، ہاں مگر جائز پھر بھی رہے گی۔

(۵) یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے۔

AlahazratNetwork.Org

در اصل یہ اقوال ایڈیٹر "النجم" کے تھے جو ان کی کتاب "علم الفقہ" میں مذکور ہیں۔ لیکن سائل نے یہ اقوال بغیر کسی حوالے کے نقل کیے تھے۔ سیدنا اعلٰی حضرت نے اس استفتاء کا جواب تحریر فرمایا۔ جواب میں وہ بحث تھی جو ان سطور کے آغاز میں مذکور ہوئی۔ ایڈیٹر "النجم" نے اس فتوائے مبارکہ کے جواب میں ایک اشتہار نکالا۔ یہ رسالہ "اجلی النجوم" اسی اشتہار کے جواب میں تصنیف کیا گیا جس میں اشتہار کی تحریر کا بھی رد ہے اور اس میں جو افتراءات اور بے تمیزیاں کی گئیں ان کی نشاندہی بھی ہے، نیز ایڈیٹر کی کتاب "علم الفقہ" پر بھی گفتگو ہے، یہ پس منظر رسالہ ہذا ہی سے مستفاد ہے۔ اس پس منظر کے علم کے بعد رسالہ کے مباحث سمجھنے میں آسانی ہوگی۔



أجلى نجوم الرجم بر ایڈیٹر "النجم"

(.....)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

AlaHazratNetwork.Org

الحمد لله الذي جعلنا حنفية حنفاء ، أهل السنة الزهراء ، وأحياء الجماعة السنية والسناء ، فله الحمد والثناء ، وأفضل الصلاة والسلام على سيد الأنبياء ، عظيم الرجاء ، عليم الجود والعطاء، ناصرنا على الأعداء ، شفيعنا يوم الجزاء، ماحي الذنوب والخطاء ، كاشف الغمة والغطام وعلى آله وصحبه ملئين من ملئين فى المذهب الأربعة ذات الولاء . فنحن الأربعة بنعمة إخوة أشقاء ، أبونا الإسلام وأمناء الشريعة الغراء ، والخارجون منا داخلون في النار ، والجون في الشقا بخانا الله وخواننا منها ومن كل بلية صماء وفتنة عمياء وسلك بنا سبيل القبول والرضاء آمين ربنا وتقبل دعاء .

الحمدللہ مذہب حنفی وہ مذہب ہے کہ اسے نفرت وحقارت سے دیکھنے والے بھی اس کا دم بھرتے ہیں، دل میں اس کے دشمن اور ظاہر میں حنفی بنے پر مرتے ہیں، مگر پیارے حنفی بھائیو! اللہ تعالی پھر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تمہاری حفاظت فرمائیں۔ یہ مقام بہت دھوکے کا ہے، کھلے دشمن سے بچنا آسان ہے، آستین کا سانپ سخت خطرہ ہے، اس لئے تمہارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ ماں باپ سے زیادہ تم پر مہربان ہیں "ذیاب فی ثیاب" فرمادیا ہے، بھیڑئے ہوں گے کپڑے پہنے، درندے ہوں گے انسانی بھیس میں، یعنی حقیقۃً گمراہ اور تمہارے دین ومذہب کے سخت بدخواہ، تمہیں دھوکے دینے کو سنی حنفی، پھر صاف فرمادیا ہے:

((إياكم وإيا هم لا يضلونكم ولا يفتنونكم))

ان سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

لبۂ اپیارے بھائیو! ہوشیار خبردار، بڑی احتیاط درکار، اس پر نہ بھولا کہ فلاں تو اپنے آپ کو سنی حنفی کہتا ہے۔ ایمان کچے گیارھویں، فاتحہ دلاتی بن کر تمہیں دھوکہ دے سکتا ہے۔ یہ دیکھو کہ کہتا کیا ہے اور تمہارے پیارے مذہب سے کیا برتاؤ رکھتا ہے۔ اگر تمہاری کتابوں کو رد کرتا، تمہارے اماموں کے مذہب کو نفرت سے دیکھتا ہے تو جان لو کہ جھوٹا ہے، تمہیں دھوکہ دینے کو حنفی بنتا ہے، بھائیو! ہزاروں مسائل ہیں جن کا پتہ متداول کتابوں سے دو ایک ہی میں ملے گا لیکن یہ مسئلہ کی نماز کی صحت وفساد میں مقتدی کے ..... مذہب کا اعتبار ہے، اگر مقتدی کو معلوم ہو کہ امام کا وضو یا نماز میرے مذہب پر صحیح نہیں تو اس کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی اگرچہ اس کے نزدیک یہ کسی ان روشن و مشہور مسائل مذہب حنفی سے نہیں جن سے عامہ کتاب کتب مالامال ہیں، جن پر حنفیت کا مدار ہے، یہی تمہارے تینوں ائمہ کرام امام اعظم، امام ابویوسف، امام محمد رضی اللہ تعالی عنہم سے متعدد مسائل میں بالاتفاق ثابت ہے، اکابر مذہب صدہا جگہ اس پر جزم فرماتے اور صدہا جگہ صاف تصریح فرمادیتے ہیں کہ یہی مذہب جمہور، یہی صحیح، یہی اصح، یہی معتمد ہے۔ یہاں تک کہ متعدد اکابر نے اس پر اجماع واتفاق بتایا بلکہ مذہب شافعی بلکہ مستند مخالف کی تصریح سے چاروں مذہب کے جمہور ائمہ کرام اسی پر ہیں، ایسے مسئلے کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے والا گیارھویں مقلد ہوگا، حاشا، میں اس مختصر رسالے کو دو باب کرتا ہوں۔ اول میں تحقیق مسئلہ۔ دوم میں اشتہار اہیئر الفہم کی حالت۔ انصاف شرط ہے اور توفیق من اللہ تعالی ہمراہ ہے وصلی اللہ تعالی علی سیدنا وآلہ وصحبہ وبارک وسلم.

AlahazratNetwork.org

باب اول تحقیق مسئلہ

اس میں دس وصل ہیں

وصل اول:

اعتبار رائے مقتدی پر ائمہ واکابر کا جزم، یعنی اگر امام کی نماز مذہب مقتدی پر صحیح نہیں تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔

(۱) تبیین الحقائق امام زیلعی (۲) فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق
(۳) غنیہ علامہ ابراہیم حلبی (۴) بحر الرائق محقق زین
(۵) مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی (۶) حاشیۃ الدر للعلامۃ مصطفی الرحمتی
(۷) حاشیہ الدر علامہ طحطاوی (۸) الدر المختار
(۹) رد المحتار علامہ شامی (۱۰) .....

"بحر الرائق": وان علم المقتدي من الشافعي مايفسد صلاته كالفصد والحجامة ونحوهما لم يجز الاقتداء به اھ ولفظ الباقين لا يجوز الاقتداء به

(۱۴) نہایہ امام سغناقی (۱۵) کفایہ امام کرمانی
(۱۶) امام اکمل

وهذا .....على "الذر" الاقتداء به إنما يصح إذا تحامى مواضع الخلاف، فإن علم منه شيئًا من هذه الأشياء لا يصح الاقتداء".

(۲۱) محیط (۲۲) امام قاضی خان (۲۳) بنایہ امام عینی

"وهذا نصاً، قال صاحب "المحيط": قال قاضي خان وغيره: إنما يصح الاقتداء بالشافعية إذا كان الإمام يحتاط في مواضع الخلاف".

(۲۴) شرح جامع صغیر امام محمد للامام الصدر الشہید
(۲۵) فتاویٰ سراجیہ واللفظ لہا
(۲۶) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر:

"اقتداء الحنفي بالشافعي يجوز إذا يحتاط في مواضع الخلاف".

(۲۷) امام شیخ الاسلام ابوبکر خواہر زادہ
(۲۸) امام تمرتاشی ظہیر الدین احمد بن اسمٰعیل

AlahazratNetwork.Org

(۲۹) نہایہ (۳۰) کفایہ
(۳۱) ہندیہ واللفظ لہا (۳۲) فتح القدیر

"ذکر الإمام التمرتاشي عن شیخ الإسلام خواهر زاده أنه إذا لم تعلم منه هذه الأشیاء یقین یجوز به الاقتداء ویکره اھ. ولم یذکره في "الفتح" "التمرتاشي" ولا "ویکره"

(۳۳) فتاویٰ خلاصہ (۳۴) خزانۃ المفتین

"الاقتداء .....هذه یجوز إن یکن متوضا من الخارج من غیر السبیلین. الخ"

(۳۵) نظم امام زندوستی (۳۶) بحر الفتاویٰ
(۳۷) جامع الرموز (۳۸) شرح المنتقی لقاضی زادہ

"والأحوط أن لا یصلي خلفه کما في "جواهر" وهذا إذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف، فلو شك لم یجز الاقتداء به مطلقاً اھ ، اشترك إلی هنا الجامع والمجمع ، وزاد الجامع کما في النظم اھ ثم عد مواضع عدم الجواز وقال: الکل في "بحر الفتاویٰ".

(۳۹) نور الایضاح (۴۰) مراقی الفلاح

"شرط صحة الاقتداء إن لا یعلم المقتدي من حال إمامه مفسدا في زعم المأموم"

(۴۱) شرح ہدایہ مجتبیٰ)

" شرط جواز اقتداء الحنفي بالشافعي أن لا یتوضاء بماء راکد یبلغ القلتین وقعت فیه النجاسة "

(۴۲) واقعات امام ناطفی

(۴۳) بنایۃ

"رأی في ثوب إمامه بولاً قدر الدرهم وهو یری أنه لاتجوزه الصلاة معه،والإمام یری جوازها معه یعید صلاته "

فائدہ:

یہاں ان امام حنفی نے افادہ فرمایا کہ اگر حنفی امام میں وہ بات ہو جس سے شافعی مذہب میں نماز نہیں ہوتی تو اس کے پیچھے شافعی کی نماز نہ ہوگی۔ الحمدللہ یہ انصاف علماء ہے اور اس کی نظیر شافعیہ سے آتی ہے۔

(۴۴) غایۃ البیان امام اقطع (۴۵) اکمل شرح ہدایہ
(۴۶) حسام الدین علی الہدایہ
(۴۷) شرح الکنز محقق زین وهذا لفظه :

AlahazratNetwork.Org

عدد مواضع عدم صحته الاقتداء به في "العناية" و"غاية البيان" بقوله: كما إذا لم يتوضأ من الفصد زاد في "النهاية": وأن لا يمسح ربع رأسه "

(۴۸) مجتبیٰ (۴۹) بحر "وهذا نصه "

(۵۰) تحفۂ ذوی الاحکام (۵۱) مراقی

حاصل مافی "المجتبیٰ" أنه إذا كان مراغياً للشرائط والأركان عندنا، فالاقتداء صحيح على الأصح ويكره ، وإلا فلا يصح أصلاً اھ ولفظ "المراقي" لا يصح سواء علم ماله في خصوص ما يقتدى به ، كما سيأتي "

(۵۲) وأيضاً هذه باب الإمامة منه (۵۳) ابوالسعود

(۵۴) ثانی:

"إن تيقن مراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره ".

(۵۵) امام جلال الدین یزدوی

(۵۶) جواہر الفتاویٰ

"إمام كره مافي عن فتاواه حنفي اقتدى بشافعي والمقصد لا يخبر اقتداءه لانه فاسدى بل لاتصح صلاته عنده "

(۵۷) أيضا هذه (۵۸) عنه

"المعتبر نية كل إنسان في نفسه، فإذا كان يزعم المقتدي صلاته صحيحة صح اقتداء وإلا فلا ".

(۵۹) امام بکر محمد بن حسین بخاری (۶۰) محیط

(۶۱) رحمانیہ:

"أما الصلاة خلف شافعي المذهب إن احتجم أو خرج شيء من غير السبيلين فلم يتوضأ لا يجوز "

(۶۲) جواہر اخلاطی:

"الاقتداء بشافعي جائز إذا توضأ عن فصد وحجامة وغير ذلك "

(۶۳) نہر الفائق (۶۴) منحۃ الخالق

(۶۵) ردالمحتار:

"حتى لو رأى على الإمام نجاسة أقل من الدرهم واعتقد المقتدي أنه مانع والإمام خلافه

AlahazratNetwork.Org

أعاد، وفي عكسه والإمام لا يعلم ذلك لا يعيد".

فائدہ یہ بھی اسی نمبر ۴۲ کے مثل ہے کہ حنفی کے کپڑے میں درہم سے کم نجاست ہو تو اس کے پیچھے شافعی کی نماز نہ ہو گی۔

(۶۶) شرح صغیر محقق حلبی (۶۷) نزہۃ النواظر علامہ رملی

(۶۸) غمز العیون علامہ حموی:

"یجوز الاقتداء بالشافعي ونحوه (قبل مع الكراهة، وقيل من غير كراهة) إذا لم يتحقق منه ما يفسد الصلاة على رأي المقتدي ."

(۶۹) بحر (۷۰) سید احمد مصری، علی الدر:

"الاقتداء بالشافعي على ثلاثة أقسام ، الأول: إن يعلم منه الاحتياط في مذهب الحنفي فلا كراهة. الثاني: إن يعلم عدمه فلا صحة لكن بل يشترط أن يعلم عدمه فيه نصوص ما يقتدى به أو في الجملة صحيح في "النهاية" الأول وغيره اختار الثاني "

(۷۱) شرح تنویر للطحطاوی (۷۲) حاوی علی الدرر

AlahazratNetwork.Org

"إذا ظهر حديث إمامه وكذا كل مفسد في رأي مقتد بطلت"

(۷۳) در مختار شروط صحت اقتدا میں فرمایا:

" وصحة صلاة إمامه طحطاوي أي في رأي المؤتم، أما إذا علم مفسداً في رأيه كخروج دم فلا يصح الاقتداء "

(۷۴) فتاوی زینیہ:

"سئل عن اقتداء الحنفي بالشافعي في الفرض، أجاب: يجوز إذا كان يظن به مراعاة الخلاف "

(۷۵) فتاوی امام غزی۔

"صح الاقتداء به بشرط أن يكون مراعياً لما يلزم مراعاة عند الحنفي كالتوضئ من الفصد وغيره وإن علم عدم ذلك لا يصح الاقتداء وإن جهل حاله جازمع الكراهة "

(۷۶) "ارکان" مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی:

" الشرط في صحة الاقتداء لتابع مجتهد آخر أن لا يعلم منه صدور ما ينقض الطهارة عندنا كخروج الدم "

(۷۷) علامہ بیری شارح اشباہ (۷۸) علامہ حلبی محشی درر

(۷۹) علامہ ابن عابدین

إن علم أنه راعى في الفرائض والواجبات والسنن فلا كراهة وإن علم تركها في النافلة لم يصح وإن لم يدر شيئًا كره اھ نقله ش عن ح ثم قال: وسبقه إلى نحو ذلك العلامة البيري في رسالته اھ وما ذكر من البحث والخلاف ففي الكراهة ".

(۸۰) امام شمس الائمہ حلوانی (۸۱) امام شمس الائمہ سرخسی

(۸۲) امام رکن الاسلام (۸۳) امام ابواللیث سمرقندی

(۸۴) تاتارخانیہ (۸۵) امام صدرالشریعۃ

(۸۶) جامع المضمرات شرح قدوری

(۸۷) امام سروجی صاحب غایہ شرح ہدایہ

ان آٹھ سے علامہ سندی نے غایۃ التحقیق اور ان سے مولوی عبدالحی صاحب کے مستفتد نے "ایقاظ النیام" میں نقل کیا۔

(۸۸) مجمع الفتاوی (۸۹) علامہ کوہکی محمد افندی

جن کو ایقاظ میں "مفید مذہب حنفی ورد دیار حلب" لکھا۔

(۹۰) امام الائمہ ابویسر صدرالاسلام (۹۱) امام ابوعلی السیجابی

(۹۲) امام ملک العلما ابوبکر بن مسعود کاسانی

ایقاظ میں ان دس سے فصل سوم اور ان تین سے فصل چہارم میں نقل کیا جس میں مخالف کے پیچھے مطلقاً اقتدا ناجائز ہونے کا حکم ہے۔

وصل دوم:

یہی صحیح، یہی اصح معتمد، یہی مذہب، یہی قول متقین ہے۔

(۹۳) امام خواہرزادہ (۹۴) کفایہ شرح ہدایہ:

"شهد احتجامه ولم يتوضأ الصحيح أنه لايجوز الاقتداء به "

(۹۵) زیلعی کنز "هو الصحيح " (۹۶) مجتبی

(۹۷) بنایہ (۹۸) کفایہ

(۹۹) منحہ

" أما الصلاة خلف الشافعية فمن كان منهم لم يتوضأ بالخارج من غير السبيلين أولم يغسل المني لا يجوز على الأصح ."

AlahazratNetwork.org

(۱۰۰) امام فقیہ النفس (۱۰۱) معین المفتی

(۱۰۲) علامہ سید ازہری "وهذا لفظه "(۱۰۳) ابوالسید علی

(۱۰۴) صلاح الدین طرابلسی

" بنقل إيقاظ نقل شيخنا عن معين المفتي معزياً لقاضي كان أحسن ماقيل في الاقتداء بالشافعي أنه إن علم منه أنه يتوقى مواضع الخلاف جاز الاقتداء بلا كراهة، وإذا علم أنه لايتوقاها لم يجز وإن جهل جاز مع الكراهة اھ وفي الإيقاظ عن "الطرابلسي" أحسن ماقيل فيه قول قاضي خان الخ فافهم ."

(۱۰۵) متن تنویر

"صح الاقتداء فيه بشافعي لم يفصله بسلام على الأصح ."

(۱۰۶) بحر (۱۰۷) درمختار والنظم له :

" صح إن لم يتحقق منه ما يفسد في اعتقاده في الأصح كما بسطه في "البحر".

(۱۰۸) سید ابراہیم (۱۰۹) سید محمد امین مشہیان "درر:

"الأصح اعتبار اعتقاد المقتدي"

(۱۱۰) حاشیہ مراقی للسید احمد المصری:

"المعتمد أن العبرة لرأي المقتدي "

(۱۱۱) ابن عابدین "هو الأصح " (۱۱۲) "علامہ سندی مصنف غایۃ التحقیق

(۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵) "سادات ثلاثہ محشیان درر:

"هوالمعتمد ؛لأن المحققين جنحوا إليه وقواعد المذهب شاهدة له "

(۱۱۶) بحر (۱۱۷) غمز

"المذهب الصحيح صحة الاقتداء بالشافعي في الوتر إن لم يسلم على رأس الركعتين وعدمها إن سلم"

(۱۱۸) ایقاظ میں ہے:

"مولانا محی الدین رومی حنفی در رسالہ خود گوید شرط جواز اقتدا بر قول مختار عدم قطع بوقوع مبطلات از دست"۔

(۱۱۹) انہیں میں سے فصل رابع میں ہے:

"مختار باعتبار روایت و درایت قول ثالث بود"

تنبیہ: اس وصل کی آٹھ عبارتیں آئندہ میں آتی ہیں۔

AlahazratNetwork.Org

وصل سوم:

یہی مذہب جمہور متقدمین ومتاخرین ہے۔

(۱۲۰) نہر (۱۲۱) فتح اللہ المعین

(۱۲۲) طحطاوی "المعتبر رأي المقتدي وهوالصحيح، عليه الأكثر".

(۱۲۳) بنایہ

(۱۲۴) شلبیہ علی الزیلعی: "به قال الأكثرون".

(۱۲۶) ملاعلی قاری في رسالة الاهتداء.

(۱۲۷) شامی "ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذاكان يحتاط في مواضع الخلاف وإلا فلا".

(۱۲۸) علامہ ہندی (۱۲۹) علامہ محی الدین محمد رومی

(۱۳۰) ملامحمود (۱۳۱) ملاعلی قاری

ایقاظ میں ہے:

صاحب غایۃ التحقیق حنفی میگوید: مذہب صحیح ومختار کہ جمہور مشائخ متقدمین ومتاخرین از حنفیہ وشافعیہ برانند آں بود کہ در جواز وفساد نماز اعتقاد امموم اعتبار دارد نہ اعتقاد امام پس اگر مقتدی امام خود را بشافعی فقیر یابد وخود حنفی وہم چنیں جمیع آنان کہ در باب اقتدا در سائل نوشتہ اند مشں شیخ محی الدین حنفی وملامحمود حنفی وملاعلی قاری وغیرہم در بنجا ہمیں قسم گفتہ اند وعلی قاری بعد بسط کلام گفتہ کہ دریں قول شک وشبہہ نیست۔

وصل چہارم:

یہاں تک متقدد علماء نے اس پر اجماع بتایا۔

(۱۳۲) علامہ محقق جلیل القدر ابراہیم حلبی شارح منیہ

"أما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز مالم يعلم منه مايفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع".

(۱۳۳) علامہ ابن مصطفی مصری محشی مولی خسرو:

"اعتبار رأي المأموم في الجواز وعدمه متفق عليه، فالحنفي إذا رأى في ثوب الشافعي منياً لا يجوز له الاقتداء به اتفاقاً ؛لأن المني نجس على رأي الحنفي"

(۱۳۴) علامہ سندی (۱۳۵) علامہ علی قاری

ایقاظ میں ہے:

Alahazratnetwork.org

"بعض از حنفیہ اجماع بریں نقل نمودہ اند مثل ملا علی قاری وصاحب رسالہ غایۃ التحقیق، اس میں شیخ محی الدین رومی سے ہے: مسئلہ نزد جمیع اجمائی است۔

وصل پنجم:

یہی امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد کے مسائل منصوصہ اجماعیہ سے ثابت ہے۔

(۱۳۷) بدائع ملک العلماء:

" لا تجوز صلاة من علم أنه مخالف لإمام ؛لأن هناك اعتقد الخطاء في صلاة إمامه فلم يصح اقتداؤه به "

(۱۳۸) مبسوط (۱۳۹) شرح تحفۃ امام سمرقند:

"المقتدي إذا اعتقد الفساد في صلاة إمامه تفسد صلاته به كالو تحرى الإمام إلى جهة والمقتدي إلى جهة أخرى لايصح اقتداؤه به إذا كان عالماً أنَّ إمامه يصلي إلى غير جهة "

محقق علی الاطلاق:

" كان شيخنا سراج الدين يعتقد قول الزاز، وأخبر مرة أن يكون ذلك العلماء بذلك مروياً عن المقتدمين حتى ذكرته بمسألة الجامع في الذين تحروا في ليلة مظلمة، وصلى كل إلى جهة مقتدين بأحدهم، فإن جواب المسألة أن من علم منهم بحال إمامه فسدت لاعتقاده إمامه على الخطاء".

وصل ششم:

فقیہ ابو جعفر ہندوانی بھی اعتبار رائے مقتدی میں مخالف نہیں۔

بلکہ ان کا خلاف صرف یہ ہے کہ وہ رائے امام کا بھی اعتبار کرتے ہیں، اگر شافعی نے مثلاً مس زن کیا کہ ان کے نزدیک اس سے وضو جاتا رہتا ہے اور بھول کر بے وضو کے نماز کو کھڑا ہو گیا اور حنفی کو اس کی یہ حالت معلوم ہے تو وہ کہتے ہیں اس صورت میں بھی حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی اگرچہ وہ مذہب حنفی میں باوضو ہے کہ اپنے مذہب پر تو بے وضو ہے، اور ائمہ فرماتے کہ ہو جائے گی کہ حنفی یہاں بھی اپنے مذہب کا اعتبار کرے گا۔ بس اسی بات میں ان کا خلاف ہے اور وہ صورت کہ مثلاً شافعی المذہب نے فصد لے کر وضو نہ کیا اس میں فقیہ ابو جعفر بھی اس کے پیچھے حنفی کی نماز باطل جانتے ہیں کہ اب وہ خود مذہب حنفی میں بے وضو ہے۔

(۱۴۱) غایۃ التحقیق (۱۴۲) حلبی

(۱۴۳) مقری محشیاں در

" اعلم أن بعضهم فهم من عبارة الهندواني أن مذهبه اعتبار رأي الإمام فقط والصحيح أن مذهبه اعتبار رأيهما معا "

(۱۴۴) علامہ نوح آفندی

"من قال: إن المعتبر في جواز الاقتداء بالمخالف رأي الإمام عنه جماعة منهم الهندواني أراد به رأي الإمام والمأموم معاً لا رأي الإمام فقط كما فهمه بعض الناس".

اقول اولاً: اس قول کو فقیہ ہندوانی اور ایک جماعت کا بتاتے ہیں اور صرف اعتبار رائی امام کو سب نے فقط امام ابوبکر رازی کی طرف نسبت کیا، جیسا سیاتی۔

ثانیاً: بعض کا اسے تصحیح کرنا بتاتے ہیں اور قول رازی کی تصحیح کسی سے نقل نہیں کرتے۔

ثالثاً: دلیل قاطع یہ کہ نہایہ نے قول فقیہ کو اقیس، کفایہ نے اصح، ابن ملک نے اقیس کہا اور عبارات ۱۴ تا ۲۹ و ۳۰ تا ۴۶ و ۷۰ و ۹۵ و ۹۹ میں دیکھ چکے کہ یہ حضرات اعتبار رائے مقتدی پر جزم فرماتے ہیں، اگر قول قیمہ میں اس کی نفی ہوتی تو کیا متناقض قول مانتے یا معاذاللہ اپنا کہا خود نہ سمجھتے خصوصا عبارت کفریہ۔

" أما الصلاة خلف الشافعية فمن كان منهم لم يتوضاء بالخارج النجس لاتجوز على الأصح، ولو مس أجنبية ولم يتوضأ لايصح الاقتداء على الأصح، ومن لم يحتجم يصح الاقتداء بالشافعي إن علم منه مايفسد الصلاة كالفصد لايجوز وإن شاهده مس امرأة ولم يتوضأ، قيل: يجوز، وَالْأَقْيَسُ أَنَّه لايجوز"

جن میں دونوں مسئلوں پر جزم و اعتماد مستقلا ہے زیادہ موضح مدعا ہیں۔

وصل ہفتم:

یہ قول فقیہ بھی جمہور و تصحیحات جمہور کے خلاف ہے

(۱۴۵) تبیین (۱۴۶) شرح علامہ دمیری

(۱۴۷) شرح نورالایضاح (۱۴۸) ہندیہ

(۱۴۹) طحطاویہ

"لو علم المقتدي من الإمام مايفسد الصلاة على زعم الإمام كمس المرأة والذكر نجوز صلاته على رأي الأكثر، وقال بعضهم: لايجوز، منهم الهندواني والأول هو الأول (إلى قوله) فوجب القول بجوازها.

(۱۵۰) فتح القدیر (۱۵۱) غنیۃ

(۱۵۲) تیسیر المقاصد علامہ شرنبلالی (۱۵۳) طحطاوی

AlahazratNetwork.Org

" الأكثر على أنه يجوز وهوالأصح ومختار الهندواني وجماعة أنه لا يجوز "

(۱۵۴) امام تمرتاشی (۱۵۵) کفایہ

(۱۵۶) عنایہ

" أكثر مشائخنا جوزوه "

(۱۵۷) بحر (۱۵۸) "شامی:

"أكثر مشائخنا قالوا: يجوز وهو الأصح وقال الهندواني وجماعة لايجوز ورجحه في النهاية ورد"

(۱۵۹)تنویر (۱۶۰) "علامہ احمد بن الشلبی،

"قال مشائخنا: صح الاقتداء به وقال:أبو جعفر وجماعة لايجوز"

(۱۶۱)رحمتی (۱۶۲) شامی"

"وصحت فی قول الأكثر وهو الأصح"

(۱۶۳)جواہر امام کرمانی (۱۶۴) امام جمال بزدوی حنفی

Alahazratnetwork.org

"اقتدى بشافعي وقدمس ذكره صح ، فاعتبر نازعم المقتدي في الوجود ملا"

(۱۶۵) علامہ نوح افندی:

"اذا رأى في ثوبه نجاسة قليلة يجوز له الاقتداء عندالجمهور ولايجوز عندالبعض "

چار عبارتیں ۱۲۸ سے ۱۳۱ تک تھیں۔

وصل ہشتم:

اعتبار رائے مقتدی کا خلاف مشائخ میں صرف رازی سے منقول، امام ابوبکر رازی نے برخلاف جمہور مقتدمین ومتاخرین میں صرف رائے امام کا اعتبار کیا جائے، عامہ کتب مذہب میں اس قول کا نام تک نہ لیا، اور بعض نے کہ ذکر کیا اسے صرف انہیں کی طرف سے نسبت کیا۔

(۱۶۶) بنایہ (۱۶۷) طحطاوی

"قال أبو بكر الرازي يجوز"

(۱۶۸) تبیین (۱۶۹) غنر:

"ذكر أبو بكر الرازي "

(۱۷۰) فتح القدیر:

"قول أبي الرازي يقتضي الاقتداء "

(۱۱۷) بحر" جوزه أبو بكر الرازي "

(۱۷۲) منحہ

"ليتأمل مع تحرير الرازي .

(۱۷۳) ردالمحتار:

" على الأصح خلافاً لما قاله الرازي من أنه يصح "

وصل ۷ تک جزم ترجیحات وتصحیحات مذکور ہیں، سب قول رازی کے خلاف ہیں۔

(۱۷۴) سید احمد طحطاوی:

" قد أشار الشارح إلى ردقول الرازي بقوله في اعتقاده في الأصح ، فإن كلام الرازي مبني على أن المعتبر رأي الإمام وهو ضعيف ".

(۱۷۵) علامہ شرنبلالی نے شرح وہبانیہ میں بعد ذکر قول رازی:

" هذا غير التصحيح "

متاخرین میں ایک علامہ سراج الدین سے اس کا اعتقاد منقول، وبعض امام ابن الہمام نے جسے [illegible] رضی اللہ تعالی عنہم سے استدلال کیا سات ہوئے (دیکھو عبارت (۱۰۰))۔

Alahazrat Network

وصل نہم:

یہاں جو ہمارے ائمہ کا مذہب ہے یہی جمہور ائمہ شافعیہ کا ہے۔

(۱۷۶) کتاب الانوار امام یوسف اردبیلی:

" لصحة الاقتداء شروط، **الأول:** أن يكون الإما م مظهراً مسلماً، **الثاني:** أن تصح صلاته باعتقاد المأموم ، فلو اقتدىٰ الشافعي بالحنفي وقد مس فرجه أو لمس امرأة ولم يتوضأ أو الحنفي بالشافعي الذي افتصد أو احتجم ولم يتوضأ بطلت صلاته لو علم الشافعي أنه حافظ على ما يعتقده الشافعي وجوبه أو شك في الحفظ وعدمه أو افتصد لم يتوضأ صح الاقتداء".

فائدہ: یہاں امام شافعی نے افادہ فرمایا کہ اگر شافعی امام میں وہ بات ہو جس سے حنفی مذہب میں نماز نہیں ہوتی تو اس کے پیچھے حنفی کی نماز نہ ہوگی۔ الحمد یہ انصاف علما ہے اس کی دو نظیریں حنفیہ سے گزریں۔

(۱۷۷) فتاوی امام ابن حجر مکی:

"القدوة تصح بمن ذكر مالم يتيقن أنه ارتكب مبطلاً لصلاته صح في اعتقاد المأموم ".

(۱۷۸) قرۃ العین (۱۷۹) فتح المعین:

(لا يصح قدوة بمن اعتقد بطلان صلاته) بأن ارتكب مبطلاً في اعتقاد المأموم كشافعي

اقتدى الحنفي مس فرجه دون ما إذا افتصد نظراً لاعتقاد المقتدي "۔

(۱۸۰) منہاج امام اجل نووی:

" لو اقتدى شافعي بحنفي مس فرجه أو افتصد والأصح الصحة في القصد دون المس اعتباراً بنية المقتدي "۔

(۱۸۱) حلیہ:

" صل خلف حنفي أو مالكي يجوز إذا قرأ الفاتحة مع التسمية واعتدل في الركوع والسجود وإن كان بخلاف هذا لايجوز "۔

(۱۸۲) ایقاظ النیام آگاہ شافعی میں روضہ امام ابوزکریا سے:

"کہ اصح این بود کہ اگر امام بر واجبات محافظت نمایدیا ماشک کنیم دران اقتدا صحیح باشد"۔

(۱۸۳) نیز اسی سے:

"وقتے کہ حنفی محافظت کند بر جمیع آنچہ شافعی اقتنا وجوبش دارد بقول صحیح کہ جمہور بآں جزم کردہ اند اقتدائے شافعی بادرست باشد"۔

(۱۸۴) ..... امام اجل رافعی سے:

"این قول اصح بود نزد اکثر"۔

(۱۸۵) ایضاً نقل عزیز امام حجۃ الاسلام غزالی سے:

" اگر مس کرد حنفی فرج خود را اقتدائے شافعی بادرست نبود"۔

(۱۸۶) تحفۃ المحتاج امام ابن حجر مکی سے:

"اعتقاد ما موم اعتبار دارد"۔

(۱۸۷) ..... سے:

"وجوب مفارقت نزد فعل امام مبطلے را در اعتقاد ما موم"۔

(۱۸۸) شرح بہجہ کبیر شیخ الاسلام زکریا انصاری سے:

" از روی اعتبار بہ اعتقاد ما موم "۔

(۱۸۹) ..... کی المطالب شیخ الاسلام ممدوح سے:

" اگر نداند مقتدی کہ امام راچیزے راند مقتدی ترک نمودہ اقتدا درست باشد"۔

(۱۹۰) تحفہ امام ہیتمی سے:

" شک مقتدی در بجا آوردن مخالف واجبات معتقدۂ مقتدی را در صحت اقتدا خلل نکند از جہت تحسین ظن بوی در

AlahazratNetwork.Org

حتراز از مواضع خلاف"۔

(۱۹۱) منہج (۱۹۲تا۱۹۴) اکثر متون

(۱۹۵و۱۹۶) شرح منہاج (۱۹۷و۱۹۸) شروح منہج

(۱۹۹و۲۰۰) شروح مختصر سے:

"دریں محل اعتقاد ما موم اعتبار دارد نہ اعتقاد امام"۔

ہم نے اکثر متون کو تین شمار کیا اور شروح کو اتنی درجہ رو دورنہ ایک، منہاج کی شرحیں چالیس سے زائد ہوں گی۔

فائدہ: اس مسئلہ پر شیخین مذہب شافعی امام نووی وامام رافعی متفق ہوئے اور شافعیہ کے یہاں مقرر ہے کہ ان کا اتفاق مثل نص امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔

تذییل:

مستند مولوی عبدالحی لکھنوی کی نظر میں کہ چاروں مذہب جمہور کا یہی مذہب اور جملہ متون شروح وحواشی اسی پر ہیں۔

AlahazratNetwork.Org

مولوی صاحب کی عمدۃ الرعایہ وحاشیہ ہدایہ کی طرح سارے ائمہ وعلمائے کرام کا دامن چھوڑ کر ہر مسئلہ میں ایک ہندی مولوی شاعر آگاہ مخلص اور وہ بھی شافعی المذہب مصنف ایقاظ کی آڑ لی ہے۔ آگاہ صاحب خود مجتہد بن کر جو چاہیں فرمائیں اور لکھنوی صاحب جیسے محقق ان کی مقلد ہو جائیں اس سے بحث نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے اور خود اپنے ائمہ کرام کا مذہب اس مسئلہ میں انہوں نے کیا بتایا۔ آگاہ صاحب کے رسالہ کا نام "ایقاظ النیام فی الاتمام بکل إمام" ہے، لکھنوی صاحب نے برخلاف معہود دونوں کتابوں میں اس کے نام کا پچھلا جز لکھا کہ لوگوں کو شبہ ہو کوئی نادر کتاب کسی بڑے جید سے مستند کی ہوگی جس سے مولوی صاحب ائمہ مذہب کے مقابلہ پر سند لا رہے ہیں اور کسی حنفی کی ہوگی کہ مولوی صاحب اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں حالاں کہ وہ حنفی کی ہے نہ مستند کی، مگر غنیمت ہے کہ بہت جگہ اس نے ائمہ کا مذہب ٹھیک ہی ٹھیک بتایا۔

(۱) اسی مذہب مہذب کو لکھا: "اکثر علمائے حنفیہ بریں قول تصریح نمودہ اند"۔

(۲) در مشاہیر کتب حنفیہ از متون وشروح وفتاوٰی ترقیم نمودہ اند"۔

(۳) جم غفیرے از متقدمین ومتاخرین حنفیہ ایں شرط را ذکر کردہ اند"۔

(۴) ذکر کردہ اند ایں شرط را بسیاری از حنفیہ متقدم ومتاخر"۔

(۵) ایں مسئلہ در جمیع کتب شافعیہ از متون وشروح وفتاوٰی مندرج وارد ونزد جمہور حنفیہ نیز ہم چنیں بود۔

(۶) قول مشہور مذہبین۔

(۷) شافعیہ نیز در کتب مشہور ایشاں بود کہ در باب اقتدا اعتقاد ما موم اعتبار دارد، نہ عقیدہ امام۔

(۸) بریں قول اند جمہور اہل مذاہب۔

(۹) در متون و شروح معتمدہ آں را اراد نمودند۔

(۱۰) ایں قول در مجمع متون و شروح مشہور و مسطور و۔

(۱۱) مقتضم علمائے مذاہب اربعہ بریں قول اند و معتبر از حنفیہ اجماع براں نقل نمودہ مثل ملا قاری وصاحب ملا قاری وصاحب غایۃ التحقیق۔

تیرہ صدی کے ایقاظ والے کا اپنا قول رکھنا اور اس کی تصریحات کو چھپانا کیسی ایڈیٹری دیانت ہے۔

وصل وہم:

مسئلہ اس کے بارے میں ہے جس کا نام میں غیر مختاط ہونا ثابت ہے ورنہ اہل سنت ایک دوسرے کے پیچھے پڑھیں اور بدگمانی نہ کریں۔

(۲۰۱) بنایہ (۲۰۲) شلبیہ

(۲۰۳) فتاویٰ زاہدی (۲۰۴) بحر

(۲۰۵) غنہ (۲۰۶) طحطاوی

(۲۰۷) طحطاوی مراقی (۲۰۸) شامی:

Alahazratnetwork.Org

" إذَا رَآهُ اجْتَهَمَ، ثم غاب عنه فالأصح صحة الاقتداء ؛لجواز أنه توضأ احتياطاً وحسن الظن به أولى "

(۲۰۹) شیخ الاسلام (۲۱۰) محقق مطلق "وهذا نصه "

(۲۱۱) کفایہ (۲۱۲) غنیۃ

(۲۱۳) نہایہ (۲۱۴) بحر

(۲۱۵) شرنبلالی (۲۱۶) مراقی

" المنع إنما هو صح لمن هو شاهد ذلك ولو غاب عنه ثم رآه يصلي الصحيح أنه يجوز الاقتداء به "

(۲۱۷) ابوالسعید ازہری:

"صححوا الاقتداء به إذا غاب ثم حضر؛لأنه يحتمل إن فعل ما به يكون محتاطاً ".

(۲۱۸) حلبی (۲۱۹) مصری محشیان در:

" لحمل حاله على الفلاح وإنه باقياً له على الصلاة مراعى ."

(۲۲۰) الیقاظ میں علامہ نجم الدین رومی حنفی سے:

"علمائے انگفتہ اند اگر شافعی مرعوف شدہ بقدر وقت وضوغائب شدہ بیابد اقتدا باو جائز باشد جہت احتمال توضی او بنابر حسن ظن بردیں گفتن ایں کہ ظاہر از حال اُو ایں بود کہ رعایت خلاف نکند اساءت ظن بامام مؤمنان باشد"۔

مسلمانو! یہ ہے کہ اس مسئلہ کی جلالت شان وللہ الحمد، باجملہ یہاں دو مسئلے ہیں:

اول: خاص اس نماز کا لحاظ اگر اس میں امام کا ہمارے مذہب کی رو سے بے وضو یا فاسد الصلاۃ ہونا معلوم ہو جب تو اس کے پیچھے نماز ہو ہی نہیں سکتی، یہی صحیح، یہی معتمد، قول جمہور قریب اجماع ہے، اور اگر معلوم ہے کہ اس نماز میں ہمارے مذہب کے جملہ فرائض کی رعایت کی ہوئی ہے تو اس کے پیچھے صحت نماز میں شبہہ نہیں اور ارجح یہ کہ کراہت بھی نہیں اور اگر خاص اس نماز کا حال معلوم نہیں تو اب دوسرا مسئلہ لحاظ عادت امام ہے۔ اگر امام کی عادت معلوم ہے کہ مراعی محتاط ہے یعنی ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کیا کرتا ہے تو بلا کراہت جائز ہے، اور معلوم ہے کہ مراعی ہے، بے احتیاطی کا عادی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ اور اس سے احتراز مطلوب، اور اگر اس کا حال بھی معلوم نہیں تو راجح یہ کہ صلاح واحتیاط پر تحمول کریں گے اور بے دغدغہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ ہے عطر تحقیق، واللہ تعالی ولی التوفیق

جہاں صحت وعدم صحت نماز کی بحث قول محقق پر ہو وہ مسئلہ اولی ہے اور جہاں صرف کراہت کی بحث ہو وہ مسئلہ ثانیہ جیسے بعض عبارات میں گزرا، اور شامی میں ہے:

والذي يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف مالم يكن غير مراع في الفرائض الخ . والله تعالى أعلم وصلى الله تعالى على سيدنا وآله وسلم.

AlahazratNetwork.Org

باب دوم

اشتہار ایڈیٹر النجم کی حالت اس میں دس فصلیں ہیں:

فصل اول:

ایڈیٹر صاحب کو حنفیہ سے نفرت نہیں ان کے مذہب سے نفرت ہے۔

(۱) سنی بھائیو! آپ نے اس عظمت والے قول کی جلالت شان دیکھی، ہزاروں مسائل ہیں کہ وہی ایک کتاب میں ملیں، لیکن یہ اس قدر کثیر کتابوں میں اتنی عظیم تصریحوں نصیحوں سے ہے۔ اپنے ائمہ کے ایسے مسئلے کو ماننا اور اس کے مقابل تیرہ صدی کے ایک ہندی شافعی کا دامن پکڑنا خود ہی ان کی حنفیت کے دام کھولتا نہ کہ ایسے مسئلہ مذہب اتنی تصریحات اکابر ائمہ مذہب کو نہایت نفرت کی نظر دیکھنا، مگر ایڈیٹر صاحب اس کا یہ عذر دکھاتے ہیں کہ انہیں تو قول سے نفرت ہے قائلوں سے نہیں۔

مسلمانو اللہ الانصاف، غیر مقلدین کو کیا حنفیہ کے گوشت پوست سے نفرت ہوتی ہے، ان کے قول ہی سے ہوتی ہے، اس کی نظیر یہی ہے کہ مشرکین مکہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے حضور ہم نہیں کہتے کہ [illegible] کو جھٹلاتے ہیں جو حضور لائے جس پر رب عزوجل نے فرمایا:

﴿فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ﴾۔

وہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے ہاں ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۲) "گویا ان کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے"

یہ قول پر چوٹ تھی یا قائلان کرام پر۔

فصل دوم:

دامن ایقاظ پکڑنے کا راز اس میں حنفیہ سے سخت تعصب، اکابر حنفیہ کی توہین یہاں تک کہ تکفیر۔

اس تیرہ صدی کے ہندی شاعر شافعی کہلانے والے کی ایقاظ نے ائمہ حنفیہ کی توہین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

(۱) کئی ورق توہین حنفیہ میں سیاہ کئے ہیں، حنفیہ کو لکھا ہے کہ ان جیسا متعصب نظر آیا، نہ اتنے متعصب کہیں ہو سکتے ہیں۔

(۲) امام ابو اللیث سمرقندی کو لکھا:

اس نے اپنی فقاہت کی چٹائی توڑ دی۔

AlahazratNetwork.Org

(۸۳) شمس الائمہ سرخسی، امام قاضی خان، خلاصہ، نہایہ، مجمع الفتاوی کو جاہل معتصب۔

(۹۰) ملا علی قاری کو متعصب، جوش مفتری "إنه فرية بلا مرية" عبث ایں کس تعصب سراسر ہوس تہی کہ تعصب سے اندھا بہرا ہے۔

(۱۰) شیخ محقق عبدالحق دہلوی کو ترکی نسل تعصب وغلظت میں ڈوبا ہوا، اس طرح آکتالیس گستاخیاں ہیں۔

(۱۱) حتی کہ امام فخر الاسلام کو: دور حین ننگ وآنگہ ای عجب۔ بہ فخر اسلام مش ہمیں باشد لقب۔

(۱۲) امام سرخسی کو عجب ہے کہ حنفیہ ایسے کو امام کہتے ہیں، کیا اچھی امامت اور کیا خوف حنفیہ کا اعتقاد۔

(۱۳تا۳۳) امام الائمہ در الفاظ والیمن بشت اسامی گرامی از غایۃ التحقیق در فصل سوم آورد، وخم ودہم در فصل دو دیازدہم در فصل چہارم، ودر دہم حسب عادت تناقض کہ وہ استور در ہفتم احتمال نگرا راست، بہر حال مارا بامزعوم او کار ست۔

امام شمس الائمہ صاحب مبسوط، امام قاضی خان، امام حمید الدین ضریر، امام ملک العلماء صاحب بدائع، امام تاج الشریعہ امام صدر شہید، امام قوام الدین اتقانی، امام ناصر الدین سمرقندی صاحب جامع الفتاوی، امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ، امام اجل علی اسبیجابی کی نسبت ان کے کفر کا خوف ہے، خود ہی ان آئمہ سے نقل کیا کہ جو رفع یدین کو مشد نماز جانتے اور خود ہی نقل کیا جو رفع یدین کے سبب اقتدا نہ جائز جانے: "خيف عليه الكفر" اس پر کفر کا خوف ہے۔

(۳۴تا۳۰) امام سرخسی، امام اتقانی، امام زندوستی، امام ظہیر الدین امام بخاری صاحب خلاصہ، امام بزدوی، امام اجل ابوبکر فضلی، امام ابوحفص کی تکفیر کے استنتا لکھا۔

(۳۲تا۳۶) علامہ قہستانی، کیدانی، صاحب در مختار، حضرت خواجہ محمد پارسا، حضرت شیخ مجدد الف ثانی کو صاف کافر لکھ دیا۔

(۳۷تا۴۰) پھر کہا: ان غالیوں پر سورۂ برأت پڑھیں، عبارت یہ ہے:

"قہستانی وکیدانی وشیخ احمد سرہندی وبعض حنفیہ دیگر نوشتہ اند کہ حضرت عیسیٰ برمذہب امام ابوحنیفہ عمل کنند وحلال اورا حلال اور حرام اور احرام دانند، علی قاری در رسالہ "الشرع الوردي في مذهب المهدي" فرمایند: گویند گاں ایں کلام کافر شد انتہی بر اعتقاد ایں غالیاں سورۂ برأت خوانند۔"

حنفیہ دیگر سے حضرت خواجہ محمد پارسا وصاحب در مختار مراد ہیں کہ انہوں نے بھی یہی لکھا، علی قاری نے ہرگز اس پر تکفیر کیا معنی اس کا ذکر تک نہ کیا، اور یہ ان پر افترا ہے، ان کے رسالہ میں جس کے نام سے آگاہ وصاحب آگاہ نہ ہوئے اس کا نام "المشرب الوردي" ہے) ایک کاذبہ موضوعہ ملعونہ حکایت تین صفحہ کی طویل ایک مجہول کتاب "أنيس الجلساء" سے نقل کی جس سے حضرت خضرو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کی سخت توہین ٹپکتی ہے، اس پر تکفیر کی ہے، بلکہ اس پر بھی اتنا ہی لکھا ہے "بطل قول القائل بل وكفر فيما ظهر" اس کی تفصیل "اشاعة" سید محمد بن سید عبدالرسول شافعی "پھر "ذخائر المهمات" پھر "طحطاوي" على "الدر" میں دیکھیے۔

AlaHazratNetwork.org

تنبیہ: خاشاک اس عمل کرنے کے معنی تقلید نہیں بلکہ موافقت یعنی ان کے اعمال واذکار کہ بہ تعلیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوں گے، مذہب حنفی کے موافق آئیں گے، جس سے ظاہر ہوگا کہ عنداللہ تمام احکام ابوحنیفہ حق تھے، اس کو شافعیہ نے بھی اپنے لئے ادعا کیا ہے، حلبی وطحطاوی میں ہے:

"المراد منه أنه يجتهد ويوافق اجتهاده مذهبه على أن الشافعية يقولون بموافقه اجتهاد الشافعي رضي الله تعالى عنه"

خود مکتوبات جلد ثانی مکتوب ۵۵ میں ہے:

"یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد۔ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ازاں بلند ترست۔"

فرمایئے اس میں کیا کفر، کیا ضلال ہے، اسے علی قاری نے کہاں ذکر کیا ہے، آگاہ اور ان کے لکھنوی ہواہ خواہ بتائیں کہ کیا کل مسائل حنفی عنداللہ حق ہونا محال ہے، اور جب ممکن ہے اور یہی واقع ہو تو قطعاً سیدنا عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانیں گے، اس میں کیا زہر تھا کہ آگاہ صاحب اکابر کی تحقیر پر جھک پڑے اور علی قاری کی طرف اس کی غلط نسبت کردی، اب اپنا وہی استفتاء پڑھ کریں جو اکابر ائمہ کی تکفیر کے لئے تیار کیا تھا کہ مسلمان کو کافر کہنے والا کافر۔

فصل سوم:

AlahazratNetwork.Org

نہ فقط حنفیہ بلکہ چاروں مذہب کے جمہور ائمہ کو گمراہی بدعتی کہا۔

(۱) الیقاظ میں عبدالعظیم مفتی کے رسالہ سے (جن کا نام مولوی عبدالحئی صاحب نے اپنے فتاویٰ جلد ۲ طبع اول ص ۳۹۳ میں مفتی عظیم لکھا اور انہیں کا اتباع اشتہاری ایڈیٹر نے کیا) ضال مضل گمراہ بدترین ابن تیمیہ کا ایک فتویٰ نقل کیا، مفتی مذکور نے اس گمراہ کو "امام کبیر، مجتہد، کوہ بلند، راسخ در علم، رئیس فقہا و محدثین ابن تیمیہ" لکھا، اور الیقاظ والے نے اس پر نیاز مندانہ[1] دعاؤں کا اضافہ کیا، اس فتوی کے سوال میں ہے:

آیا گفتہ است کے از سلف کہ نماز نہ گزراند بعضے مسلمین خلف بعض اگر مختلف شود مذاہب ایشاں وآیا ہست گویندہ ایں حرف مبتدع" جواب میں ہے" بلے جائز بود نماز مسلمانان پس یک دگر وہر کہ انکار ایں کند وی مبتدع ضال مخالف کتاب سنت واجماع باشد" ملاحظہ ہو خود ہی مانا کہ امام نے ہمارے مذہب کی احتیاط نہ کی تو چاروں مذہب کے جمہور علماء کے نزدیک اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، اور مانا کہ متون وشروح وفتاوٰی سب میں اس کی تصریح ہے۔ پھر صاف صاف ان سب پر گمراہ بدعتی مخالف قرآن وحدیث واجماع ہونے کا حکم اس گمراہ بدترین ابن تیمیہ نے نقل کردیا اور اس پر اعتماد کیا، مفتی نے تو اسے اپنے تائید کے لئے لکھا کہ:

"دیدم کلام امام کبیر ابن تیمیہ درست داشتم تحریر آں راواں کلام مؤید آنست کہ من نمودم"۔

---

[1] خصه الله تعالى بمزيد الفضل والإحسان وادر على ضريحه شابيت الرحمة والرضوان ۱۲۔

اور آگاہ نے اسے نقل کر کے کہا:

"ایں کلام در تحقیق ہر مرتبہ بود کہ از دیار ہراں مقصود نہ باشد"

واقعی آپ کے نزدیک اس سے زیادہ تحقیق کیا ہو سکتی کہ چاروں مذہب کے معظم ائمہ گمراہ بدعتی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہیں وہ مفتی صاحب اور یہ ہے وہ "ایقاظ النیام" جس کے بل پر مولوی لکھنوی صاحب پھر ایڈیٹر الحمد اپنے اور چاروں مذہب کے ائمہ کو پیٹ کر رہے ہیں، واقعی جب ائمہ کرام بدعتی ٹھہرے پھر ان کی کیا سند رکھیں اور کیوں نہ ان کے مذہب کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھیں، اب یہ سمجھے یہ راز تھے کہ ایڈیٹر صاحب نے ائمہ کرام کو چھوڑ کر ایقاظ والے سے صحبت گرم کی۔ ع: ہم جنس ملائکے ارمان

(۲) ایڈیٹر کے نزدیک اگرچہ ان کے دینی بھائیوں غیر مقلدوں کے پیچھے نماز بلا کراہت درست تھی، غنیمت کہ چاروں مذہب کے جمہور ائمہ دین کے پیچھے تو مکروہ تحریمی و گناہ اور عمل میں حرام کے برابر ہو گئی کہ وہ بدعتی ٹھہرے، اور ایڈیٹر صاحب کے علم الفقہ جلد ۲ ص ۱۰۳ ار میں ہے:

"فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔"

ایضاً جلد اول ص ۱۶۸:

"مکروہ تحریمی وہ جس کا بغیر عذر کرنا گناہ"

ایضاً

"فرق صرف اعتقاد کا ہے یعنی انکار حرام کفر ہے اور مکروہ تحریمی کا انکار کفر نہیں۔"

(۳) ایڈیٹر صاحب اب اپنا ہی لکھا اپنے اوپر کیوں نہیں پڑھتے کہ:

"یہ قول نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے، اس پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔"

غرض آپ کی شکل نہ کی نہ کہے، اور آپ سے مسلمان کو نفرت نہ بنی نہ بنے، کہ دونوں طرح آپ کی آپ ہی پر عائد، وللہ الحمد۔

ہاں آپ کی مشکل کشائی کی ایک صورت ہے اگر مانئے، مسلمانوں کا ایمان تو یہ ہے کہ حرام و مکروہ تحریمی کا فعل فسق واستحقاق عذاب ہے مگر آپ کے مقلد بالکسر شیخ بنی تھانوی صاحب کے نزدیک حرام کا ترک فسق اور مکروہ تحریمی کا ترک گناہ، اور دونوں پر استحقاق عذاب ہے۔ یعنی ان کے بیہاں حرام کرنا فرض اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب واجب۔ اگر نہ کرے تو عذاب ہو، بہشتی گوہر میں جسے آپ ہی کی کتاب کا خلاصہ بتاتے ہیں ص ۴۰ پر یوں فرماتے ہیں:

حرام کا بے عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے، مکروہ تحریمی کا بغیر عذر ترک کرنے والا گنہ گار اور عذاب کا مستحق ہے"

AlahazratNetwork.Org

اپنے ان مقلد کی تقلید کر لیجئے تو البتہ مکروہ تحریمی آپ پر واجب ہو کر افتراق سے بچا کر آپ کی مشکل کھول دے گا۔

فائدہ: اب معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب اللہ و رسول (۱) کی توہین کو حرام جانتے ہوں تو عجب نہیں اور ارتکاب بخوف عذاب ہے کہ حرام کے ترک پر عذاب سمجھتے ہیں، مگر مسلمان یوں کیا ان کا پیچھا چھوڑیں گے، وہ پوچھیں گے کہ اللہ و رسول (۲) کی توہین آپ کے نزدیک حرام ہے یا نہیں؟ اگر کہیں نہ۔ تو کافر۔ اور کہیں ہاں تو توہین نہ کرنا گناہ مانا، یوں کافر، ع قضائے نوشتہ نہ بایہ مسترد

فصل چہارم:

ایڈیٹر النجم کی چالاکیاں عبارتوں میں خیانتیں چوریاں

ایڈیٹر کی گیارہ خیانتیں تذییل میں گزریں

(خیانت ۱۲ تا ۱۶) اپنے اشتہار میں ہمارے فتوے کا صرف جواب نقل کیا، سوال یک لخت ہضم کر لیا تاکہ افتراؤں کا موقع ملے، سوال میں زید یعنی انہیں ایڈیٹر النجم کے یہ اقوال منقول تھے:

"زید کہتا ہے کہ غیر مقلدین کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔"

AlahazratNetwork.Org

ایضاً:

"بعض متعصب مقلدین غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، یہ تو تعصب نہایت برا ہے"

ایضاً:

"کوئی عقل مند اس فعل قبیح کو جس سے امت میں افتراق پیدا ہو جائز نہ رکھے گا۔"

ایضاً:

"ہاں اگر کوئی غیر مقلد امام صاحب کو برا کہتا ہو وہ ایک مسلمان کی غیبت سے فاسق ہو جائے گا، اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، ہاں مگر جائز پھر بھی رہے گی۔"

ایضاً:

یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے۔

جن سے اس کی غیر مقلدی ظاہر تھی مگر ایڈیٹر صاحب کو اپنی غیر مقلدی چھپانی تھی لہٰذا سوال اڑا گئے۔

(خیانت ۱۸، ۱۷) اپنے اشتہار میں لکھا "اعظم الفقہ کی اصل عبارت" اور اس میں وہ قول اڑا دیا کہ کوئی جانے غیر مقلدوں کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہونے کا حکم علم الفقہ میں نہیں حالانکہ وہ اس کی جلد ۲ ص ۹۴ پر صاف لفظوں میں

---

(۱) جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(۲) جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

موجود ہے۔

(خیانت ۱۹ تا ۲۳) پھر اشتہار میں عبارت حاشیہ نقل کی اور باقی پانچوں قول والا حاشیہ ہضم کرلیا، اور بکمال حیاداری لکھ دیا "علم الفقہ کی عبارت ختم ہوئی" اور خبانا کہ

ع نہاں کے ماند آں رازے الخ

ع نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل

بڑی بھاری عیاری

مسلمانو! اما حظہ ہو ان اختلاسوں سے کیا مطلب نکلا ہے، سوال میں زید کے چھ قول یہ تھے اور ساتواں قول وہ کہ جمہور ائمہ کرام کے مذہب صحیح و معتمد کو کہا:

"درحقیقت یہ قول نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔

فتوائے مبارکہ میں اس قول ہفتم سے اس کا حنفی نہ ہونا مستنبط فرمایا کہ:

"جب وہ ایسے مسائل کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل کہتا ہے تو حنفیت معلوم۔"

اور ان چھ اقوال سے اس کا غیر مقلد ہونا کہ:

"اس نے اسی قدر پر بس نہ کی بلکہ غیر مقلدوں کو بھی اس حکم میں داخل کرلیا، تو قطعاً ان ائمہ اور اہل سنت کا خلاف صرف فرعیات فقہ میں ٹھہرایا، ان کے پیچھے نماز میں نرابہت آنے کو اس پر مقصور کیا۔ کہ ہمارے امام صاحب کو (جن کی قدر اس کے یہاں صرف ایک مسلمان ہونے کی ہے) برا کہیں تو یقیناً ان کے عقائد ملعونہ کو ضلالت نہ جانا الخ۔"

ایڈیٹر صاحب نے سوال ہفتم فرما کر افترا یہ گڑھا کہ فتوائے مبارکہ میں یہ فرمایا ہے کہ:

"جواز اقتدار کو صرف رائے امام پر مشروط کرنے والا سنی حنفی نہیں رہتا۔"

اس صریح بددیانتی کی کوئی حد ہے، یہ حکمت تھی سوال اڑانے اور علم الفقہ و حاشیہ کی وہ عبارتیں چھپانے کی۔

دوسری عیاری:

ہضم سوال و حذف حاشیہ سے ایک اور فائدہ اٹھایا، انہیں زید پر کیدی وہ عبارت تھی کہ: "اگر امام صاحب کو برا کہتا ہے تو ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہوجائے گا"۔

زید کی محض جہالت تھی، ان خبیثوں کا امام کو برا کہنا خباثت شیطانیت استحقاق لعنت ہے، مگر اس پر غیبت کی تعریف صادق نہیں۔ اس کی اس جہالت کو اس پر الٹنے کے لئے فتوائے مبارکہ میں ارشاد ہوا تھا۔

ائمہ کے ساتھ گستاخ ہے تو کم از کم خود اپنے اقرار سے فاسق معلن ہوا کہ اس نے نہ ایک مسلمان بلکہ صدہا ائمہ کی غیبت کی، اور ہر ایک کی غیبت کبیرہ ہے تو صدہا کبائر کا مرتکب ہوا الخ۔"

اس میں "خود اپنے اقرار سے" کا لفظ دیکھئے کہ اس پر الزام کی تصریح ہے اور وہ "ایک مسلمان" دیکھئے اسی کی

Alahazratnetwork.Org

جہالت کی طرف اشارہ ہے، ایڈیٹر صاحب سوال وحاشیہ نقل کرتے تو ان کی ہستی کھل جاتی کہ یہ انہیں کی جہالت ان پر الٹی ہے، لہذا انہیں ہضم فرمالیا اور بکمال افترا مطلب یہ ٹھہرا کہ گویا خود امام اہل سنت نے ائمہ کی گستاخی کو غیبت بتایا ہے جس پر یہ حاشیہ جزئے گنجائش ملی کہ:

"آپ کو لازم ہے کہ کتاب" زجر الشبان والشیبہ "مصنفہ لکھنوی کا مطالعہ کر کے غیبت کی تعریف معلوم کریں۔"

یہ تو ایڈیٹر صاحب کو مطالعہ کرنی تھی۔

" ومعني بدائها وانسلت ."

(خیانت ۲۴) علم الفقہ میں عبارت منقولہ ایڈیٹر کے متصل تھا:

"امام کے کپڑوں میں ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو یا منہ بھر قے یا خون نکلنے کے بعد بے وضو نماز پڑھادے ان صورتوں میں مقتدی کی نماز صحیح ہوجائے گی کہ عام بات سے خاص کا اثر زیادہ ہوتا ہے، اور امر زیر بحث خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے، لہذا یہ عبارت بچالی اور لکھ دیا کہ: "علم الفقہ کی عبارت ختم ہوئی۔"

(خیانت ۲۵) لکھنوی صاحب نے حاشیہ ہدایہ سے ایک ٹکڑا نقل کیا جو آگاہ صاحب کی ہی طرح ان کا اپنا اجتہاد تھا، اور وہیں وہیں جو انہوں نے مذہب مختار جمہور ائمہ حنفیہ بتایا تھا کہ "اختاره أكثر أصحابنا"۔

چھپالیا کہ اپنے اس ادعائے کاذب خبیث کا ہوا نہ کھل جائے کہ:

"دوسرا مغالطہ لفظ جمہور میں ہے، کیوں کہ اس قول ضعیف کے قائل بہت تھوڑے لوگ ہیں۔"

(خیانت ۲۶) ردالمحتار کی عبارت یہاں سے نقل کی " وقيل لرائي الامام " اور اس کے متصل اس سے اوپر کا جملہ "العبرة لرأي المقتدي وهو الأصح "کترلیا جس میں انہوں نے صاف بتایا تھا کہ مذہب صحیح یہی ہے کہ صورت زیر بحث میں اس کے پیچھے حنفی کی نماز نہ ہوگی۔

(خیانت ۲۷) اس کے باب الوتر سے نقل کیا:

"وقال الهندواني وجماعة "

اور اسی کے متصل اس سے اوپر کا جملہ:

" الأكثر على الجواز وهو الأصح كما في "الفتح" وغيره " کترلیا، جس میں انھوں نے صاف بتایا تھا کہ یہ مذہب جمہور و مذاہب اصح کے خلاف ہے۔

(خیانت ۲۸ تا ۳۷) اسی ردالمحتار پر تیسر ظلم شدید اور کیا کہ ان کا میلان قول جمہور کے خلاف پر بتایا جس کا حال بعونہ تعالی ایڈیٹری افتراؤں میں ظاہر ہوگا حالانکہ نمبر ۸و۶۵و۷۹و۱۰۹و۱۱۱و۱۱۵و۱۲۶و۱۵۸و۱۶۲ و ۱۷۳ / ۱ر میں ان کی عبارات گزریں کہ "اسی قول جمہور پر جزم فرمایا، اسی کو واضح، اسی کو معتمد، اسی کو قول محققین، اسی کو مذہب جمہور بتایا، عمر

ع: اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

AlahazratNetwork.org

ان کی یہ دس قاہر تصریحیں چھپا کر محض جھوٹ تہمت ان پر رکھ دینا کس قدر برا ہے۔

(خیانت ۳۸) فتح القدیر پر یہ ظلم کبیر کہ اس کی عبارت سے ایک ٹکڑا نقل کیا اور اس کے متصل ہی جو انہوں نے مسئلہ منصوصہ سیدنا امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد رضی اللہ تعالی عنہم سے اپنا قول جمہور ثابت کرنا بیان فرمایا جس پر ان کے شیخ نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا جیسا کہ کہ نمبر ۱۴۰ میں گزرا، سارا ہضم کرلیا۔

(خیانت ۳۹) طحطاوی کی عبارت بھی ردالمحتار کی طرح یہیں سے نقل کی۔

"وقیل: رأی الإمام"

اور اسی سے متصل اس سے اوپر کا جملہ:

"المعتبر هو رأي المقتدي وهو الصحيح الذي عليه الأكثر"

کترلیا، اس میں انہوں نے صاف بتایا تھا کہ صورت دائرہ میں حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہونا ہی صحیح ہے، اور یہی قول جمہور ہے۔

(خیانت ۴۰) قریب زمانہ کے ایک شخص محمود قنوجی کاظلما آٹھویں صدی کے ایک عالم جلیل رئیس الحنفیہ علامہ محمود بن احمد بن مسعود جمال الدین قنوجی قاضی دمشق متوفی ۷۷۷ھ بنا کر متعدد اجلہ ائمہ حنفیہ مثل امام ابوالیسر بزدوی (جن کو مولوی عبدالحئی لکھنوی نے بھی تراجم حنفیہ میں امام الائمہ علی الاطلاق لکھا) وغیرہ کے قول کی نسبت تواتر سے سنہ ۱۰ قبح اقوال نقل کیا اور اس کے متصل ہی جو شخص مذکور نے قالمین کرام کو بتایا تھا کہ "خیف علیه الکفر" ان پر کفر کا خوف ہے، چھپالیا اس کی نقل سے آپ کی پوری مشکل کشائی ہو جاتی ہے کہ آپ کے محمود صاحب اجلہ ائمہ حنفیہ قریب یہ کفر بتارہے ہیں، آپنے مذہب حنفیہ کو "نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے" قابل کہہ دیا تو کیا واقعی..... کرے گا، مگر نہیں آپ سمجھے کہ ہر دیندار ایسی بات دیکھ کر اس متاخر قنوجی ہی کے قول پر ملامت کرے گا نہ کہ اس کی سند سے مذہب حنفیہ کو برا کہنا جائز ٹھہرالے۔ لہذا اسے چھپالیا۔

(خیانت ۴۱) علم الفقہ میں انصاف سے نقل کیا" امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد ائمہ مدینہ کے پیچھے پڑھتے جو مالکی تھے" حالانکہ انصاف میں یوں ہے" مالکیہ وغیرہم کے پیچھے پڑھتے اگرچہ وہ نماز میں بسم اللہ نہ پڑھتے۔

"كان أبو حنيفة وأصحابه يصلون خلف أئمة المدينة من المالكية وغيرهم وإن كانوا لا يقرؤون البسملة لاسراً ولا جهراً".

ہوشیار شیخ جی انڈیٹر سمجھے کہ اسے یہاں سے کیا علاقہ کہ بسم اللہ پڑھنا ہمارے یہاں مفسد نماز نہیں، لہذا اسے صاف کترلیا، غرض:

عیار ہیں چالاک ہیں جو آج ہیں یہ ہیں بندے ہیں مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

Alahazratnetwork.org

فصل پنجم:

ایڈیٹر النجم کے کذب وافترا

(کذب ۱و۲) غضب ہے جو قول امام اعظم اور ان کے شاگردوں سے ثابت ہو اس کا تبع حنفیت وسنیت سے خارج۔"

بسوخت عقل زحیرت اقراری عقل سوختہ

ایڈیٹر صاحب کے یہ صریح افترا ہیں کہ اس قول پر حنفیت اور سنیت سے خارج فرمایا ہے۔ اس کا بیان ان کی خیانتوں میں گزرا، ایڈیٹر صاحب عقل سوختہ نہ ہوتے تو اتنی سمجھ دشوار نہ تھی کہ فتوائے مبارکہ میں "جمہور ائمہ" فرمانا قائل خلاف کو بعض ائمہ بتانا ہے، نہ کہ سنیت وحنفیت سے خارج کرنا۔

(کذب ۳تا۵) امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا، ان سے ہرگز ثابت نہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پیش نماز ہمارے مذہب پر بے وضو پڑھا رہا ہے یا نماز سے خارج ہے، پھر دیدہ ودانستہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں جو ہمارے نزدیک نماز ہی میں نہیں، بلکہ ائمہ ثلاثہ سے اس افترا کا عکس ثابت ہے کہ مذہب مقتدی کا اعتبار ہے، دیکھو وصل پنجم۔

AlahazratNetwork.Org

(کذب ۶) "علامہ شامی نے ایک جماعت کو اس کا قائل بتایا جن میں ایک نام شیخ الاسلام علی بن جار اللہ جماعت کو" اس کا قائل بتانے کا حال بعونہ تعالیٰ فصل نہم میں واضح ہوگا۔ علی بن جار اللہ کا نام شامی نے اس قول میں لیا ہو کہ ہم اپنے مذہب پر آنکھوں دیکھے بے وضو کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ صریح افترا ہے، اس میں اتنا نقل کیا کہ حرم شریف میں اگر شافعیہ کی جماعت پہلے ہوتی علی بن جار اللہ اس میں شریک ہوجاتے، اور علامہ ابراہیم بیری وعلامہ رحمۃ اللہ سندی تلمیذ امام ابن الہمام مکروہ جانتے کہ اگرچہ ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کے سبب نماز ہوجائے گی مگر وہ ہمارے مذہب کے واجبات وسنن کی رعایت نہ کریں گے لہذا مکروہ ہے، شامی میں ہے:

"خالفهم العلامة البيري بناء على كراهة الاقتداء بهم لعدم مراعاتهم في الواجبات والسنن"

اس بحث کو یہاں سے کیا علاقہ، اس کا ثبوت دیں کہ ائمہ حرم ہمارے مذہب پر بے وضو یا فاسد الصلاۃ ہوتے اور علی بن جار اللہ یہ دیکھتے اور پھر شریک ہوجاتے، یہ ائمہ حرم پر بدگمانی ہے جیسا کہ فصل دہم میں گزرا۔ اور ائمہ فرماتے ہیں:

"الظن الخبيث لا ينشئو إلا من القلب الخبيث"

بدگمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

(کذب ۷) "ایقاظ النیام دیکھئے کتنے اکابر احناف اس کے قائل ہیں"

محض جھوٹ۔ ایقاظ والے صاحب بھی اس درجہ کوشش بلیغ دعوئ عریض کے ساتھ مشائخ سے صرف ایک شیخ ابوبکر رازی اور سند متاخرین سے فقط ایک سراج الدین کا قول لاسکے، قریب کے لوگوں میں ایک مفتی عبدالعظیم لکھے اور ایک کوئی امیر شاہ بخاری۔ یہ ساری کائنات ہے جن میں امیر شاہ مجہول، اور مفتی صاحب کا حال فصل ۳ میں گزرا، اور علامہ سراج کو محقق علی الاطلاق نے ساکت کردیا، بس ایک امام ابوبکر رازی رہ گئے جب تو علماء نے قول صحیح پر اجماع ذکر کیا۔

(کذب ۸،۹) "سب کو حنفیت وسنیت سے خارج کردیجئے" سبحان اللہ حنفیت وسنیت کا خلاف کریں آپ اور خارج ہوں اور، یہ وہی دونوں افتراہیں۔

(کذب ۱۰) "اس عبارت میں" یعنی ارشاد فتوائے مبارکہ میں کہ جمہور ائمہ اعتبار رائے مقتدی پر ہیں۔

"زبردست مغالطہ لفظ ائمہ سے عام طور پر چاروں امام سمجھے جاتے ہیں"۔

آپ کے جد تلمذ مولوی لکھنوی صاحب نے جو آپ کے عدد امام ابوالیسر کو "امام الائمہ علی الاطلاق" لکھا اس کے یہ معنی سمجھا کہ چاروں اماموں کے امام ہیں، لاکھوں جگہ ائمہ کا اطلاق ائمہ ماقبل وائمہ ماہجد معاصرین ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم پر تا ہے۔ "تو یہ عام طور پر" کیسا خاص طور پر جھوٹ ہے۔

(کذب ۱۱) خود فتوائے مبارکہ میں یہیں ارشاد ہوا "تصریحات ائمہ اجلہ ابوالیسر بزدوی وامام شیخ الاسلام وامام تمر اشی وامام محقق علی الاطلاق ان الطلاقات کے بعد بھی مغالطہ مانا جائے، سفید جھوٹ ہے، ائمہ مذکورین یہ نہیں فرماتے ہیں کہ اقراری عقل سوختہ ہیں۔

(کذب ۱۲ تا ۱۴) امام اعظم امام ابویوسف امام محمد پر افتراء کردہ "اسی قول پر ہیں جو علم الفقہ میں اختیار کیا" ہمیں اپنے ائمہ کے بعد باقی مذاہب سے بحث ضرور نہیں، ورنہ اوپر معلوم ہوا کہ جمہور ائمہ شافعیہ اسی ایڈیٹر زعم کے خلاف اور ہمارے موافق ہیں، اور یہ کہ شیخین مذہب شافعی کا اس پر اتفاق ہے جو نص امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے مثل ہے، اور یہ کہ خود انہیں کی مستند ایقاظ میں تصریح کہ چاروں مذہب کے معظم علماء اسی پر ہیں، وہ اکابر لہٰذا مذہب زیادہ جانتے تھے یا ایڈیٹر صاحب اقراری عقل سوختہ۔

(کذب ۱۵ و ۱۶) "اس قول ضعیف کے قائل بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ لہٰذا بعض مشائخ کہنا چاہئے تھا۔"

ان دونوں سپید جھوٹوں کے رد کو فصل ۳و۴ دیکھئے، کیا ایڈیٹر صاحب کو ردسرا بجنسی کی مراسلت آئی کہ یہ قول ضعیف اور اس کے قائل بہت تھوڑے لوگ ہیں، حالانکہ جو قول ایڈیٹر صاحب نے علم الفقہ میں اختیار کیا وہی ضعیف ومہجور وخلاف جمہور ہے، جو مشائخ میں صرف ایک سے منقول ہے، اور مستند متاخرین میں فقط ایک اس کے معتقد۔ دیکھو ان تین کے ساتھ فصل ۸۔

(کذب ۱۷) "خاں صاحب نے خلاف کو ناقابل توجہ کہ کر ائمہ اربعہ اور ان کے شاگردوں بلکہ صحابہ وتابعین پر حملہ کیا۔"

AlahazratNetwork.Org

فتوای مبارکہ کا ارشادیہ تھا:

"وکان کلا یجعل الخلاف لا یعبأبہ"

یعنی محقق حلبی صاحب غنیۃ وعلامہ نوح آفندی وغیرہما نے جو اس قول کے جمہور پر اجماع واتفاق بتایا یہ گویا یوں ہے کہ انھوں نے خلاف کو غیر معتدبہ سمجھا، کاکوری کے ملکی شیخ جی نے اول تو ارشاد مذکور کا مطلب بتانے میں "کان" کو بمعنی فرمایا کہ:

"مطلب یہ کہ علامہ نوح وعلامہ حلبی نے خلاف کو ایسا قابل توجہ قرار دے کر دعوی اتفاق کیا ہے۔"

ثانیاً: اس میں تو یہ تھا کہ شاید انہوں نے یہ سمجھا نہ کہ خود ناقابل توجہ فرمایا، یہ کذب ہے۔

(کذب ۱۸ تا ۲۶) امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد پر تو افترا کرتے ہی آئے تھے اب کی صحابہ وتابعین بھی شامل کیے، ثبوت دیں صحابہ وتابعین نے کب فرمایا کہ اگرچہ امام ہمارے نزدیک بے ہو نہم اس کے پیچھے پڑھیں گے اگرچہ وہ ہمارے مذہب پر نماز میں نہ ہو نہم اس کی اقتدا کریں گے یا یہی کہ ایسا آنکھوں سے دیکھتے اور پھر شریک ہو جاتے۔ فقط اس قدر کہ ایک دوسرے کے پیچھے پڑھتے تھے اصلا ہمارے خلاف نہیں، ہاں یہ استدلال اس پر کیا جائے جو دوسرے مذہب والوں سے تعصب رکھے جیسے شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف میں کیا، علم الفقہ میں ان کی جس عبارت کا ترجمہ ہے وہ اسی رو تعصب میں ہے حیث قال:

"فظن البعض تعصباً دینیاً جاذماً من ذلك، ولو كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرأها (إلى قوله) ومع هذا كان بعضهم يصلي خلف بعض الخ"

یا اس پر کیا جائے جو باوصف احتیاط امام مخالف پھر اس کے پیچھے نماز ممنوع ومکروہ بتائے جیسا علامہ شامی نے رد المحتار میں کیا کہ...

"الذي يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف مالم يكن غير مراع في الفرائض؛ لأن كثيراً من الصحابة والتابعين كانوا يصلون خلف إمام واحد مع تباين مذاهبهم".

ہمارے مسئلے پر اس سے اعتراض جیل قبیح وظلم صریح ہے، ایڈیٹر صاحب کا یہ کذب اگرچہ عام صحابہ وتابعین پر افترا ہے مگر ہم اقل جمع تین ہی رکھیں تو یہ نو۹ افترا ہوئے۔

(کذب ۲۷) صاحب رد المحتار نے اپنے دل کا میلان اس قول کے ترک ہی پر ظاہر کیا ہے۔ "والذي يميل إليه القلب عدم كراهة الخ"

اولاً: علامہ شامی کے دل کا نہ صرف میلان بلکہ جزم واذعان ایڈیٹر خیانت ۲۸ تا ۳۷ر میں گزرا جس سے اس کا صریح افترا ہونا روشن ہے یہاں ان کا کلام مسئلہ ثانیہ میں ہے کہ کراہت وعدم کراہت کی بحث ہے اور وہ کلام مسئلہ اولی میں تھے کہ صحت وفسادکی بحث تھی جیسا کہ ختم باب اول پر عطر تحقیق میں گزرا۔

ثانیاً: علم الفقہ میں بولے تھے: "صاحب ردالمحتار نے تیسرے قول کو اختیار کیا ہے۔"

اب اشتہار میں ان کا میلان قلب اس کے ترک ہی پہ کر دیا۔ "حافظ نہ باشد" اور "چراغ بکشے" یہ کہ علم الفقہ کی وہ عبارت بھی اسی اشتہار میں نقل کر دی تاکہ تکذیب ومکذوب ایک ساتھ رہیں، قضیہ رُمین برسرز مین۔

(کذب ۲۸) "غالبا حنفیہ میں یہی علامہ ابواالیسر متوفی ۴۹۳ھ پہلے شخص ہیں جو ایک غیر محمد ود جماعت کے خلاف اعتبار رائے مقتدی کے قائل ہوئے۔

کیسا کذب صریح ہے، پہلے آٹھوں وصل دیکھئے کہ غیر محمد ود جماعت وہی ہے جو اعتبار رائے مقتدی کی قائل ہے، ہمارے ائمہ میں پہلے وہ شخص کہ اس کے قائل ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ سردار مذہب ہیں، رضی اللہ تعالی عنہ ہاں مشائخ حنفیہ میں پہلے پچھلے ایک اکیلے شخص صرف امام رازی ہیں جو ایک غیر محمد ود جماعت اور خود ائمہ ثلاثہ مذہب کے خلاف اعتبار رائے مقتدی کے منکر ہوئے، نویں صدی میں علامہ سراج الدین نے ان کا ساتھ دیا تھا کہ محقق علی الاطلاق نے ائمہ مذہب کا مسئلہ منصوصہ یاد دلایا اور انہوں نے سکوت فرمایا۔

(کذب ۲۹ سخت ملعون و خبیث) "نہ ہرگز یہ مسئلہ منصوصہ امام اعظم ہے، نہ ابن ہمام نے، نہ کسی نے اسے منصوصات امام اعظم سے کہا"۔

ایڈیٹر انجم صاحب! کیا آپ ورد مسلسل یا کی کار سپہ سے یہ تحقیق بھلا دیا کہ مسلمانوں کا امام اعظم انہوں کو کیا اس میں سے {فنجعل لعنة الله على الكاذبين} کا نکال ڈالا پاس کر لیا فتوائے مبارکہ میں کہاں تھا کہ:

ابن ہمام نے اس کو منصوصات امام اعظم سے کہا"۔

فتوائے مبارکہ کے لفظ یہ ہیں: "امام محقق علی الاطلاق نے اسے مسئلہ منصوصہ سیدنا امام اعظم سے ثابت فرمایا"۔

آپ ہزار سوختہ عقل سہی کیا اتنی بھی تمیز نہ رکھتے ہوں گے کہ

"مسئلہ منصوصہ امام اعظم کہا اور مسئلہ منصوصہ امام اعظم سے ثابت فرمایا" میں زمین آسمان کا فرق ہے مثلاً "الخمر حرام" یہ مسئلہ قرآن عظیم سے ثابت ہے یا نہیں، اگر کہئے نہیں تو آپ کافر ہوئے، فتاوی قاضی خان وفتاوی عالمگیریہ میں ہے:

(لو قال: حرمة الخمر لم تثبت بالقرآن يكفر".

اور اگر کہئے: ہاں، تو آپ کافر ہوئے کہ شی سے ثابت ماننا آپ کے نزدیک عین شی ماننا تو آپ نے "الخمر حرام" کو قرآن مانا، اور غیر کلام اللہ کو کلام اللہ ماننا کفر ہے، مفر یہی ہے کہ آپ یہ فرق جانتے تو تھے مگر محض براہ بے ایمانی جھوٹا الزام افترا امام اہل سنت پہ لگانے کے لئے یوں ایمان دھیا کی آنکھ پر خیکسری رکھ کر لکھ دیا اور اس پر وہ کچھ بکا کہ:

"یہی ایک بات ان کی تمام تحریرات کو بے اعتبار کر دینے کے لئے کافی ہے، کیوں کہ یہ محض افترا ہے، حیرت ہے کہ کوئی شخص مفتی و مجدد اور بڑے بڑے دعوے کر کے جھوٹ بولنے میں اس قدر بے باک ہو"۔

اب ایک دفعہ تو جی کڑا کر کے {لعنة الله على الكاذبين} اور کریمہ ﴿ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ

بہ بُہْتَانًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۲۰﴾ اور اگر کریمہ ﴿ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اپنے اوپر پڑھ لیجئے، یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، اور جو کوئی خطا۔ یا گناہ کرکے دوسرے پر الزام لگائے اس نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا، جھوٹے افترا پر باندھتے ہیں جو بے ایمان ہیں۔ شاید ایڈیٹر صاحب ان آیتوں سے کچھ اثر لیں اگر قرآن منسوخ نہ کرلیا ہو۔

(کذب ۳۰ تا ۳۲) "امام اعظم اور ان کے شاگردوں سے تو اس کے خلاف ثابت ہے"۔

یہ وہی امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد پر ایڈیٹر کے پرانے افترا ہیں۔

(کذب ۳۳) "یہ مسئلہ تو منصوصہ متقدمین فقہا بھی نہیں جیسا ابن ہمام کے استاد سے منقول ہوا"۔

جہاں اپنی اس خیانت ۳۸ سے فائدہ لیا آنکھیں میچ کر آگے پڑھیے کہ آنکھیں کھلیں، محقق علی الاطلاق نے کیسا مسئلہ منصوصہ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد سے اسے ثابت فرمادیا۔ قول خطا سے سند لانا اور اس کے ساتھ ہی وہیں وہ جو اس کا رد مذکور ہے چھپالینا کیسی بددیانتی ہے۔

"ذلك میغلهم من العلم وسیعلم الذین ظلموا أي منقلب منقلبون".

ثانیاً: اپنے اور اپنے تلمذی دادا مولوی صاحب لکھنوی صاحب کے مستند ایقاظ کی عبارتیں تذییل وصل ۹ میں یاد کیجئے "جم غفیرے از متقدمین و متاخرین حنفیہ آں راذکر کردہ اند"۔

ایضاً:

"ذکر کردہ اند ایں شرط را بسیارے از حنفیہ متقدم و متاخر"۔

کیا اب بھی آپ اپنے جھوٹے کذاب ہونے پر ایمان نہ لائیں گے۔

(کذب ۳۴ عجیب و غریب) لکھنؤ سے دیوبند تک جتنے سربرآوردہ کاذب ہوں کیو دوسرجھکالیں۔ اپنے معبود کاذب بالامکان بلکہ گنگوہی دھرم پر کاذب بالفعل کے دامن میں منہ چھپائیں، جناب ایڈیٹر صاحب انجم کے کذب بے نظیر کی سواری آتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"رئیس الحنفیہ علامہ محمود قنوجی قاضی دمشق متوفی ۷۷۷ھ عدم رفع یدین کی شرط کو جو علامہ بزدوی وغیرہ نے لگائی اسفہ واضح اقوال لکھتے ہیں"۔

مسلمانو! جن محمود قنوجی صاحب نے یہ "اسفہ واضح اقوال" لکھا ان کے اسی رسالہ میں اسی جگہ امام محقق بحر سے استادہے۔ ایڈیٹر صاحب کے جئے پناہ میاں آگاہ ایقاظ النیام میں لکھتے ہیں:

"شیخ محمود قنوجی فرماید مشائخ ما در حد عمل کثیر اختلاف کردہ اند بعضے گویند کہ آن آنست کہ اگر کے مصلی از دور بینند گمان کند کہ در نماز نیست، محققین ابن ہمام و ابن نجیم ہمیں را اعتبار نہ بودند"۔

امام محقق علی الاطلاق کی ولادت ۷۸۸ھ میں ہے اور بقول امام سیوطی ۷۹۰ھ میں، اور محقق صاحب بحر کی ولادت ۹۴۲ھ میں، عجب کہ ان کے قنوجی صاحب ان سے سند لارہے ہیں جو ان کے مرنے کے گیارہ یا تیرہ برس اور دوسرے ڈیڑھ

AlahazratNetwork.Org

سو برس بعد پیدا ہوں گے، واقعی جھوٹ بولے تو اتنا بولے۔

لطیفہ: ایسا جھوٹ ان کے یہاں نیا نہیں، ان کے مرجع فتویٰ شیخ جی گنگوہی صاحب اپنے فتویٰ مندرجہ تذکرۃ الرشید ص ۷۷ ار میں فرماتے ہیں:

"حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ اور سید الطائفہ جنید بغدادی دونوں نے فتویٰ قتل کا دیا"، قتل پر قتل عجب منطق ہے، یعنی فتویٰ دیا کہ ان کا قتل قتل کیا جائے۔ ۱۲ منہ

سبحان اللہ! کہاں امام ابو یوسف جن کا وصال ۱۸۲ھ میں، اور کہاں حضرت حلاج کہ شہادت ۳۰۹ھ میں، امام اپنی وفات سے سوا سو برس بعد انھیں قتل کرانے تشریف لائے، یعنی علاوہ کشف وکمالات در فن تاریخ ہم کمالے دارند، خدا کی شان کیسے کیسے مفتی بن بیٹھے اور شیخ وقت وحکیم الامت کہلائے۔

ع: گربہ میرد سگ وزیرو موش راویران کند

بلکہ حضرت سید الطائفہ کی طرف بھی اس کی نسبت میں نظر ہے، سید الطائفہ کا وصال شریف ۲۹۷ھ میں ہے (رسالہ امام قشیری وطبقات کبری) یا ۲۹۸ھ (امام یافعی) یا ۲۹۹ھ میں (علی ماقیل) بہر ۳۰۰ھ بیشتر ہے اور یہ واقعہ دس یا گیارہ یا بارہ برس بعد کا ہے۔ اور یہ احتمال کہ فتویٰ پر بارہ برس بعد عمل ہوا مستبعد۔

لطیفہ: غنیمت ہے کہ یہاں سے علم غیب کی تو تشکیل کشائی ہوئی، مانی الارحام کا جاننا کہاں ان کو جو ایک سو برس بعد پیدا ہوں گے اور اس میں جو تعریف عمل کثیر کی وہ اختیار کریں گے اسے جان لیا اور پونے دو سو برس بعد جو کتاب وہ لکھیں گے اسے جان لیا، مگر مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے گنگوہی فرمان یہ ہے کہ "دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"۔

ع: حال ایماں کا معلوم ہے بس جانے دو

(کذب ۳۵ تا ۴۳) "آپ نے لا یعبأ" لکھ کر چاروں اماموں کے شاگردوں بلکہ صحابہ وتابعین کی توہین کی"۔

یہ ہیں تو صدہا افترا مگر ہماری گنتی میں انہیں کذب ۱۸ تا ۲۱ کی طرح نو افترائے ملعون ہیں۔

(کذب ۴۴) یہ وہی کذب ۱۸ ار والا افترا ہے کہ امام الہمنت نے اپنی طرف سے لا یعبأ بہ فرمایا ہے۔

(کذب ۴۵) عامہ ائمہ واکابر سے ایک دو کا خلاف بلا شہر اعتبار نہیں کرتے، ہمیشہ علماء ایسے خلاف کو نامعتبر قرار دیتے ہیں، اسے توہین کہنا کذب ہے، آپ کی جائے پناہ آگاہ ایقاظ میں لکھتے ہیں:

قاعدہ آنست کہ ماخذ خلاف قوی باشد تا خروج از ان مستحب بود والا امتناعے باں نتوان کرد مثل رفع یدین کہ ست وروایت کہ منقول از امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ آورد واعتبار نداشتہ اند۔

اسی میں ہے:

"زر کشی در قواعد فرماید شرط اینست کہ ماخذ خلاف قوی باشد اگر واہی بود ہرگز رعایت را نشاید"

Alahazratnetwork.org

اسی میں ہے:

ایں قول از شافعیہ سوائے شیخ ابواسحاق اسفرائنی کسے نہ گفتہ ایں قول معتدبہ نبود"۔

آپ کے تلمذی داداعمدۃ الرعایہ میں کہتے ہیں:

"روي عن أبي حنيفة أنه بالمثل يخرج الظهر وبالمثلين يدخل العصروهو قول لايعبأ به" جو قول خود امام اعظم سے مروی ہے اسے "لا یعبأبہ" کہا، اور سنئے تو آپ کے تلمذی دادا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دلائل کو کہتے ہیں: " فاستدلوا له بوجوه كلها ضعيفة وكلها باطل ".

ائمہ نے ابوحنیفہ کے لئے طرح طرح استدلال کیا اور سب ضعیف سب باطل ہیں یہ تو توہین نہ ہوگا؟ آپ کے آگاہ صاحب فرماتے ہیں:

"ایں قدر ندارد کہ ایں ردو ابطال تاکجا میرود۔ مجتہد از حضرت حق تعالی وجناب حبیب معلی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باجتہاد مامور دوراں ماجور بود۔ ایں ردو ابطال بہر دو جناب وجلال وارد شود (الی قولہ) موردث خسارت دارین گردد والعیاذ باللہ"۔

(کذب ۴۶) "آپ کو لازم ہے کہ غیبت کی تعریف کریں"

یہ اس افترا پر مبنی ہے کہ امام اہل سنت نے غیبت کا وہ دیا ہوا مکروہ مفہوم اختیار کیا جس پر بالکل ناواقف لوگوں کے منہ پر مارا جس کا بیان ان کی خیانت سے پہلے گزرا۔

(کذب ۴۷) "آپ کی شریعت میں شوافع وغیرہ کی اقتدا ناجائز ہے"۔

یہ صریح افترا ہے، دیکھو وصل دہم۔ فتوائے مبارکہ میں یہ ہے کہ:

" جب مقتدی کے نزدیک امام کی طہارت کی نماز صحیح نہیں تو یہ اس کی اقتدا نہیں کرسکتا"۔

اسے یہ بنالیا کہ شافعیہ وغیرہم کی اقتدا ناجائز ہے۔

ثانیاً: الحمدللہ، شریعت ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہے اور ہمارے لئے اتری تو ہماری ہے۔ "شرع لکم من الدین" آپ اس سے الگ ہوتے ہیں ہوں۔ شریعت آپ کی محتاج نہیں۔ اب کہئے گا کہ مذہب عدم جواز کو ہم نے جدا شریعت کہا، تو جب ایک مذہب میں فرعی فرق آپ کے نزدیک جدا جدا شریعت ہے تو مذاہب متباینہ بدرجہ اولی، تو آپ خود ہی شوافع وغیرہم کی اقتدا حرام کرتے ہیں کہ ان کی شریعت ہی جدا مانتے ہیں، معاذاللہ جیسے یہود ونصاری۔

(کذب ۴۸) "تو غیر مقلدین کی اقتدا کفر اور اس کے جواز کا قول کفر سے بھی زیادہ، مگر افسوس کہ بڑے بڑے اکابر نے ایسا ہی لکھا" ردالمحتار: صح الاقتداء بشافعي في شرح مين ہے: دخل فيه كل من يقول بسنيته "

کفر سے بھی زیادہ کسی شناعت کو مانتا آپ کی شریعت مختترعہ ہو، مسلمانوں کے نزدیک کفر سے بدتر کچھ نہیں مگر یہ "ایسا ہی" کا اشارہ اگر اس طرف ہوتا کہ " غیر مقلدین کی اقتدا کفر ہے" تو وجہ صحت رکھتا کہ یہ غیر مقلدین بحکم فقہا کفار ہیں، اور کافر کو

AlahazratNetwork.Org

قابل امامت جاننا کفر، لیکن آپ کا اشارہ جانب جواز ہے اور کلام ان غیر مقلدین میں ہے جن پر ستر(۷۰) وجہ سے کفر لازم۔ کیا ردالمحتار میں ایسوں کو جواز میں داخل کیا ہے۔ یہ محض افتراء ہے، گویا آپ کے نزدیک مدار ایمان وترکو سنت ماننے پر ہے، اگر کوئی یہودی یا قادیانی وترکو سنت مانے تو آپ تو اس کے پیچھے بھی نماز جائز مان لیں گے کہ آخر ردالمحتار میں فرمادیا "دخل فیه کل من یقول بسنیة"۔

(کذب ۴۹) سب سے بدتر خبیث وملعون

"آپ کی تکفیر واصول تکفیر نے صحابہ کرام سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہ چھوڑا۔"

﴿ لعنة الله علی الکاذبین ﴾ کہیے: آمین۔ ﴿ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ ﴾ کہیے: آمین۔ جو مسلمان پر ایسا صریح ملعون افتراء باندھے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اس سے زائد کی حاجت نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ جب وہ گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ایسے جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔ ﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۧ ﴾

ثانیاً: آپ کے بڑے پیشوا حضرت مولانا جس سے عام نفع پہنچا نانوتوی اور اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہما اس کے شرک و اصول شرک، البتہ وہ ہیں کہ ائمہ واولیاء وتمام مومنین وصحابہ واحیاء ومرحومین وصالحین تقربین اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت رب العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کوئی شرک سے محفوظ نہیں، پھر نیچے اتر کر حضرت شیخ مجدد مشرک، شاہ ولی اللہ مشرک، شاہ عبدالعزیز صاحب مشرک، اور وہ آپ مشرک اور اس کا باب مشرک، غرض شرک امور عامہ سے ہے جس سے خلق وخالق کوئی نہ بچا، اس کی قدرے تفصیل کتاب مبارک "الکوکبۃ الشہابیۃ" وکتاب مستطاب "الامن والعلی" یا اب حال کے رسالہ مبارکہ "کشف ضلال دیوبند" میں ملاحظہ کیجئے اور گریباں میں منہ ڈال کر اسمٰعیل دہلوی کی قبر پر چار حرف بھیجئے۔

ثالثاً: جہاں آپ کا منتہائے استناد ابن تیمیہ ہے آپ کے جاں پناہ آگاہ آپ کے مفتی عظیم سے سند لائے وہ اس مخذول گمراہ سے اور اسے کن کن مناقب جلیلہ سے سرا (دیکھو فصل ۳) اس آپ کے امام الائمہ ابن تیمیہ کی نسبت کشف الظنون میں ہے:

" الصراط المستقیم في الرد علی أهل الحمیم لابن تیمیة أحمد الحنبلي فیه أشیاء لاینبغي أن تذکر کتکفیر عبدالله بن عباس علی ما نقله الحصیني في کتابه للرد علیه "

یعنی ابن تیمیہ کی کتاب صراط مستقیم میں وہ باتیں ہیں کہ زبان پر لانے کے قابل نہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی تکفیر۔ علامہ حصنی نے اس کے رد میں جو کتاب لکھی اس میں اسے نقل کیا۔

Alahazratnetwork.org

رابعًا: اکابر ائمہ کی تکفیر ابھی آپ کے جائے پناہ آگاہ سے منقول ہو چکی۔

(کذب ۵۰)

"اذان خطبہ کو مسجد میں بدعت کہہ کر تمام سلف صالحین کو بدعتی بنادیا۔"

اللہ جب کسی سے دین لیتا ہے حیا پہلے چھین لیتا ہے، یہ ایک تو تمام سلف صالحین پر افترا ہے، اذانی فرقہ جس میں آپ بھی ہیں آج تک سلف صالحین میں ایک سے بھی مسجد کے اندر اس اذان کے حکم کا ثبوت نہ دے سکا۔

ثانیًا: مصدق اکبر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما تو آپ کے نزدیک سلف صالحین سے خارج ہیں جن کے یہاں اس اذان کا دروازۂ مسجد پر ہونا حدیث وتفاسیر کثیرہ سے ثابت ہے۔

ثالثًا: آپ کے دادا تلمذی مولوی لکھنوی مقرر ہیں کہ سنت یہی ہے کہ یہ اذان مسجد سے باہر ہو، عمدۃ الرعایہ میں کہتے ہیں:

" بین یدیه أي مستقبل الإمام في المسجد أوخارجه ، والمسنون هو الثاني ."

" یعنی اذان خطبہ امام کے روبرو مسجد میں یا اس سے باہر، سنت یہی دوسری صورت ہے، پھر حدیث ابوداؤد سند میں لائے، جلد ثانی فتاوٰی ص ۱۹۱ میں کہتے ہیں:

"بلا شبہ روایت ابو داؤد سے ((کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم إذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد)) سے یہ امر ثابت ہے کہ اذان ثانی خارج مسجد روبروئے خطیب ہوتی تھی۔"

اب انہیں بھی کہہ دو کہ:

" تمام سلف صالحین کو بدعتی بنادیا"۔

رابعًا: اذانیوں کا صفر اشکن حق نماز فیصلہ کتنے برسوں سے شائع کہ اس میں تمام علماء سے سوال ہے، آپ بھی پیش خویش فاضل ہو، آپ ہی نے اس کے سوالات کا جواب دے کر اذانیوں کی بگڑی بنائی ہوتی، مباحث علمیہ سے فرار اور محض بزور زبان طعن وانکار کب مقتضائے حیا ہے۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم .

میں نے آخر تک پہنچادیا مگر ابھی ایڈیٹر صاحب اور جھک رہے ہیں، لہذا پھر سرے سے یوں:

(کذب ۵۱)

"علم الفقہ میں چاروں اماموں کا حوالہ دیا ہے۔"

یہ خود اپنے اوپر افترا ہے، اس میں امام مالک کا اصلا حوالہ نہیں۔

(کذب ۵۲)

"امام ابوحنیفہ ائمہ مدینہ کے پیچھے پڑھتے تھے جو مالکی تھے"۔

ائمہ کی نسبت بے ثبوت بات بھی افترا ہوتی ہے، ثبوت دو کہ امام اعظم (۱) کسی مالکی المذہب کی اقتدا فرماتے، امام مالک

(۱) انصاف میں یوں ہرگز نہیں، بلکہ یہ ہے کہ امام اعظم اور ان کے تلامذہ اور امام شافعی وغیرہم مالکیہ وغیرہم کے پیچھے پڑھتے، یہ بروجہ توزیع ہے۔

رضی اللہ تعالی عنہ کا مدنی ہونا کب اسے مستلزم ہے کہ جس وقت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حاضر مدینہ ہوئے حرم مدینہ کی امامت مقتدا ان امام مالک کے سپرد تھی، بلکہ شاہ ولی اللہ انصاف میں لکھتے ہیں کہ مالکی و شافعی ہونا دو سو برس کے بعد ظاہر ہوا ہے۔

(کذب ۵۳)

"ایقاظ النیام میں اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ کی تصریحات صریحہ نقل کی ہیں"۔

اسی سے اس کا سفید جھوٹ ایقاظ کی فصل ۲ سے ۶ تک پانچ فصلوں سے ظاہر ہے، وصل نجم کے بعد تذییل ہی میں ایقاظ کی عبارتیں دیکھیے۔

(کذب ۵۴و۵۵) علم الفقہ متن وحاشیہ دونوں کی عبارتیں کتر کر نقل کیں، اور لکھ دیا "علم الفقہ کی عبارت ختم ہوئی" متن وحاشیہ دونوں پر جھوٹ۔

(کذب ۵۶) قول جمہور کے لیے چار نام خود لیے، صاحب بحر درمختار ورد المحتار وعلی قاری۔ اور سترہ فتوائے مبارکہ نے زائد فرمائے، ہدایہ۔ فتح القدیر۔ نہایہ۔ عنایہ۔ کفایہ۔ خلاصہ۔ ظہیریہ۔ خانیہ۔ خلاصہ۔ سراجیہ۔ بحر الفتاوی۔ نہر، مجمع الانہر، شرح نقایہ، عالم گیریہ، امام ابو الیسر، امام خواہر زادہ، امام تمر تاشی وغیرہم جملہ اکیس ہوئے۔ اس پر اپنے پیر صاحب نے فرمایا:

AlahazratNetwork.Org

"ان کتابوں میں سے اکثر میں وہ قول بھی ہے جو صاحب علم الفقہ نے اختیار کیا"۔

پھر درالمحتار کی دو عبارتوں اور نہایہ وعنایہ وطحطاوی سے صاحب نہایہ کا قول امام ہندوانی کو اقیس کہا اور شامی کا میلان قلب اور فتح سے علامہ سراج الدین کا اعتماد نقل کیا، میلان شامی کا ذکر تو کذب محض تھا جس کا بیان ان کے کذب ۲۷ میں گزرا۔ اور اگلی پانچ عبارتوں سے استاد اس خیال غلط پر مبنی ہے کہ امام ہندوانی اعتبار رائے متقدمی کے مخالف ہیں، اور صاحب نہایہ اسی کو اقیس کہتے ہیں، اس کے غلطی کے بیان ہی کو وصل ۶ تھا تو نہ رہے مگر شیخ سراج الدین جن کو محقق علی الاطلاق نے ساکت کر دیا، تو ان کتابوں میں سے اکثر کا دعوی صریح جھوٹ، کیا اکیس میں سے ایک اکثر ہے؟ اور نہ سہی تو ۲۰ میں سے پانچ ہی تو آپ نے دکھائیں، اور گنتی بڑھانے کو طحطاوی اور اضافہ کی جو ان میں نہ تھی، کیا یوں اکثریت ثابت ہوتی ہے۔

(کذب ۵۷) "چند خواہوں کی مہریں ہیں"۔

یہ بھی جھوٹ، اس پر انیس تصدیقیں ہیں کہ منتہائے چند کے دو چند سے زائد ہیں اور وہ سب خواہان امام اہل سنت نہیں۔

(کذب ۵۸) "نہ علم الفقہ کے دلائل کا جواب دیا نہ اپنے قول کی کوئی سند فقہ سے پیش کی"۔

سبحان اللہ، اکیس حوالے آنکھوں کے سامنے موجود مگر کہتے جائیں کہ خدا جھوٹ کرے۔

(کذب ۵۹) "چند کتابوں کا نام گنوایا اس میں بھی خیانت کی"۔

ع: میشود در ہم چو چشم دردناک از روشنی

ایڈیٹر صاحب! خائن ایسے ہوتے ہیں جس کا نمونہ فصل ۴ میں دیکھ چکے۔

مگر "رمتني بدائها وانسلت" کی لت۔

جو کیس حوالے فتوائے مبارکہ میں ہیں کہ یہ مسئلہ نہ فقط ان چار بلکہ ان ستر میں بھی ہے، اگر ان میں سے کسی کتاب کا حوالہ معاذ اللہ غلط ہوتا، یا کسی میں اسے لکھ کر انکار کیا ہوتا، تو آپ کے اس سفید جھوٹ کو گنجائش ہوتی، ان سب کتابوں اور ان سے چہار چند کی تصریحات باب اول میں دیکھیے، اور دم سادھ کر چپ ہو جایئے بھلا آپ کو بھی ایڈیٹری کرتے کرتے علم کا شوق چرآیا۔ ولاحول ولاقوۃ إلا باللہ العلي العظیم.

(کذب ۶۰) "اس فتوے سے چار مختلف دین ہو گئے"۔

اس کذب کا حال ان کے بے تمیزی ۱۸ر میں دیکھیے۔ ابھی شیخ جی ایڈیٹر کے اور کذب بھی ہیں مگر ایک اشتہار میں ساٹھ جھوٹ کیا کم ہیں، بیش بار۔ ولاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلي العظیم.

فصل ششم:

ایڈیٹر کا واضح ومضمر میں تمیز نہ کرنا اس کی پیش کردہ عبارتیں اسی کے دعوی کی تکذیب کریں

(بے تمیزی ۱تا۶)

ایڈیٹر کا زعم یہ ہے کہ صحابہ وتابعین اور چاروں امام اور ان کے شاگرد کسی کے نزدیک مذہب مقتدی کا اعتبار نہیں، تقریباً پانسو برس تک اس پر اجماع رہا، ابوالیسر بزدوی متوفی ۴۹۳ھ غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے اعتبار رائے مقتدی کی بدعت نکالی اور اجماع صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ جملہ ائمہ کا خلاف کیا۔

"پہلے کہا علم الفقہ میں صحابہ وتابعین اور چاروں اماموں اور ان کے شاگردوں کا حوالہ ہے"۔

پھر کہا: "جو قول امام اعظم اور ان کے شاگردوں اور اکابر فقہائے حنفیہ سے ثابت ہو"۔

پھر کہا: "ائمہ اربعہ اور ان کے شاگروں بلکہ صحابہ وتابعین"۔

پھر کہا: "امام اعظم اور ان کے شاگردوں سے ثابت ہے"۔

پھر کہا: "چاروں اماموں ان کے شاگردوں بلکہ صحابہ وتابعین"۔

نیز کہا: "غالبا حنفیہ میں ابوالیسر پہلے شخص ہیں جو ایک غیر مذہور جماعت کے خلاف اعتبار رائے مقتدی کے قائل ہوئے"۔

اب عبارات پیش کردہ ایڈیٹر کی سنیے:

AlahazratNetwork.Org

(۱) ردالمحتار: "قيل لِرَأْيِ الإمام وعليه جماعة".
(۲) ایضاً: "قال الهندواني وجماعة".
(۳) نہایہ:
(۴) عنایہ: "قول الهندواني أقيس".
(۵) طحطاوی: "قيل رأى الإمام وعليه جماعة".
(۶) فتح القدیر: "كان شيخنا يعتقد قول الرازي".

قطع نظر اس سے کہ ہندوانی کا قول یہ نہیں جس کا بیان وصل میں گزرا، اگر ان کی مان بھی لیجئے تو مسلمان دیکھیں کہ ان کی پیش کردہ عبارتیں اسے ہندوانی اور ایک جماعت اور رازی کا قول کہہ رہی ہیں۔ اور اسے قیل سے نقل کرتی ہیں۔ کہ بعض کا ایسا خیال ہے، کیا وہ جس پر امام اعظم اور ان کے شاگردوں اور نہ فقط یہیں بلکہ چاروں ائمہ اور ان کے شاگردوں اور نہ فقط یہیں بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر پانچ سو برس تک اس پر اجماع رہا ہو، یونہی نقل کیا جاتا ہے کہ بعض نے یوں کہا، ہندوانی اور ایک گروہ کا قول ہے، ابوبکر رازی کا قول یوں ہے، کسی نے بھی کہا کہ اس پر اجماع ہے، یا یہ ائمہ اربعہ یا ائمہ ثلثہ یا امام اعظم کا قول ہے، اجماع در کنار اگر یہ ان اکابر کا قول ہوتا یا صرف امام اعظم ہی کا اور شمار ہوتا تو ان کی طرف نسبت کیا جاتا یا ہندوانی ورازی کی طرف؟ مگر جہالت وعناد جب جمع ہو جائیں تو مرض العاند ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(بے تمیزی ۷)

علامہ نوح آفندی نے اعتبار رائے مقتدی پر اتفاق بتایا، اس پر علامہ شامی نے کہا: "فيه نظر يظهر قريباً" دعوی اتفاق میں نظر ہے، وہ نظر کیا ہے کہ چند سطر بعد وہی قول رازی پیش کیا کہ دیکھو رازی صرف امام کا اعتبار کرتے ہیں، تو اعتبار رائے مقتدی پر اتفاق نہ ہوا۔ ایڈیٹر صاحب کی تمیز داری کہ یہ قول شامی نقل کرلائے اور اپنے تمام دعووں کا ناس لگالیا۔ ان کے جھوٹے دعوے سچے ہوتے تو شامی دعوی اتفاق پر یہ اعتراض کرتے؟ یا یوں کہتے کہ نوح نے بالکل الٹی کہی، بلکہ اس کے خلاف پر پانسو برس تک اجماع ہے، اس کا خلاف ہی امام اعظم اور ان کے شاگردوں اور چاروں اماموں کا مذہب ہے۔ دیکھا کہ ایڈیٹر کیسی کلہاڑیاں اپنے ہی پاؤں بلکہ سر شریف میں لگا رہے ہیں۔ ﴿وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾

(بے تمیزی ۸)

اپنے جان پناہ آگاہ سے لائے "بریں قول اند کے از محققان برمذہب" معلوم ہوا کہ دوسری جماعت محققین اس کے خلاف ہے۔ کیا پانسو برس کا اجماع یونہی بتایا جاتا ہے۔

(بے تمیزی ۹)

آگاہ صاحب ہر مذہب کے محققین سے ایک جماعت اس پر بتاتے ہیں جو تین سے بھی صادق، کیوں نہیں کہتے کہ خود

چاروں اماموں بلکہ جملہ صحابہ وتابعین کا یہی مذہب ہے۔

(بے تمیزی ۱۰)

خود جناب ایڈیٹر صاب فرماتے ہیں: "شامی نے ایک جماعت کو اس کا قائل بتایا" وہ جماعت تو اس کی قائل نہیں جیسا کہ وصل ۶ میں روشن ہوا، اور ہو بھی تو وائے خواری تمہاری اجماع واتفاق ائمہ اربعہ کی، جسے چھوڑ کر شامی متاخروں کی ایک جماعت کا قول بتارہے ہیں وہ بھی ضعیف۔

(بے تمیزی ۱۱)

نیز فرماتے ہیں: الیقاظ النیام دیکھئے کتنے بڑے اکابر احناف اس کے قائل ہیں" جی وہ تو دیکھی۔ صرف چار ہیں ان میں اکابر صرف وہی ہیں دو، امام رازی اور سراج الدین کہ بعد یاد دہانی امام محقق علی الاطلاق ساکت ہوگئے، مگر اف آپ کے ساتھ آپ کے جاں پناہ کی بے دردی حنفی گنتے کو رہ گئے، کیوں نہ کہا کہ چاروں اماموں اور ان کے شاگردوں اور صحابہ وتابعین سب کا یہی مذہب ہے بلکہ اور الٹا اس کے خلاف ہی کو جمہور ائمہ مذاہب اربعہ کا مذہب اور جملہ متون وشروح وفتاوی میں مصرح بتایا۔ جیسا کہ تذییل وصل ۹ میں گزرا۔

(بے تمیزی ۱۲ و ۱۳)

خود فرماتے ہیں: بلکہ بعض میں اسی کو مرجح لکھا ہے" یہ بھی وہی تلبیس ہے کہ وصل میں بتادی گئی، اور ہو بھی تو خود مانا کہ اسے بعض نے ترجیح دی، یعنی باقی نے نہیں، کیا پانسو برس کے اجماعی مسئلے کی یہی گت ہوتی ہے، بلکہ اجماع میں ترجیح کیسی۔

(بے تمیزی ۱۴)

"خود صاحب ردالمحتار نے اپنے دل کا میلان اس پر ظاہر کیا"

صاحب ردالمحتار سے عجب کہ ایڈیٹر اجماعی مسئلہ، تمام صحابہ وتابعین کا مسئلہ، ائمہ اربعہ کا متفق علیہ مسئلہ، امام اعظم اور ان کے سب شاگردوں کا مسئلہ، پانسو برس کے تمام ائمہ کا مسئلہ، اب تیرہویں صدی میں صاحب ردالمحتار اس پر جزم سے بھی دست کش ہیں، صرف اپنے دل کا میلان ادھر بتاتے ہیں، حاشا صاحب ردالمحتار تو بے تمیز نہ تھے، بلکہ وہ ایک اسی لفظ سے کہ "والذی یمیل الیہ القلب" ایڈیٹر صاحب کے سب جھوٹے دعووں کو تحت الثری پہنچا رہے ہیں اور ایڈیٹر صاحب بکمال تمیز اس اپنے قاتل دشمن کو اپنا مددگار سمجھ کر سندلا رہے ہیں، واقعی سچ ہی کہا تھا کہ "بسوخت عقل"

(بے تمیزی ۱۵)

اپنے تلمذی دادا لکھنوی صاحب سے لائے" ھو الحق عند المحققین "محققین کے نزدیک تو صحیح وہی قول جمہور ہے جس کا بیان وصل ۲ میں دیکھیے، غالبا یہ "المحققین" بصیغہ تثنیہ ہو، یعنی تیرہ صدی کے دونوں ہندی محققوں میاں آگاہ اور مولوی لکھنوی کے نزدیک یہ حق ہے، اور بفرض غلط جمع ہی ہو تو یہ لام استغراق کے لئے خود لکھنوی صاحب کے اقرار سے باطل، بلکہ مراد اس قدر کہ محض محقق ادھر بھی گئے۔ لکھنوی صاحب خود اپنے فتاوی حصہ ۳ ص ۵۴ میں فرماتے ہیں:"

AlahazratNetwork.org

محقق درین باب دو فرقہ شدہ اند فرقہ اولی رائے مقتدی را اعتبار می سازند و شامی ہمیں را اصح نوشتہ و بناء علیہ در بحر الرائق مرقوم ست الخ" افسوس اس تحمدی واداصاحب نے بھی پوتے کی مٹی خراب کی۔

ع: بہر در کہ شد بیخ عزت نیافت

ثانیاً: پھر لکھنوی صاحب نے فرمایا: "فرقہ دوم رائے امام را اعتبار می سازند و جماعتے ہایں طرف مائل ست"۔

یہ جماعتے اسی غلط پر مبنی جس کا کشف وحل ۶ میں گزرا، مگر اپنے اجماع کی خبر نہ دیکھے، اجماع در کنار اگر چاروں ائمہ، بلکہ نہ بھی ہمارے ہی ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہو تو اسے گمان کر کہ ہر بیک پھرتے ہیں۔

ثالثاً: پھر فرمایا: علامہ عینی مائل بدیں طرف ست"۔

خدا جانے ان سب کو کیا ہو گیا، ایٹہ یٹر صاحب کے صحابہ و تابعین کا ساختہ اجماع، چاروں اماموں کا ساختہ الحاق، امام اعظم امام یوسف امام محمد کا ساختہ اتفاق، سب کو طاق پر رکھ کر نویں صدی کے ایک عالم کی سند لا رہے ہیں اور وہ بھی یوں کہ اس طرف مائل ہیں جیسے شامی کو میلان ہی تھا۔

رابعاً: یہ بھی یاد رہے کہ مولوی لکھنوی صاحب نے علامہ عینی کا دو میل غلط بتایا، علامہ عینی کی تصریحات وہ ہیں کہ عبارت نمبر ۹ و ۱۲ و ۲۳ و ۴۳ میں گزریں اور یہ عبارت کہ:

"عالم متحقق من إمامه ما يفسد صلاته في اعتقاده" تصریح "علامہ" کی طرح مقتدی ہی کی طرف ہے، ان کی تصریحات کے خلاف زبردستی اسے امام کی طرف ماننا تحکم ہے، تو وہ یہاں بھی یہی فرمارہے ہیں کہ جب تک امام کی نماز میں مقتدی کو وہ بات نہ ثابت ہو جس سے مقتدی کے مذہب میں نماز فاسد ہو اقتدا صحیح ہے، بالفرض یہ نہ ہو تا جب بھی محتمل سے استدلال واجب الابطال نہ کہ بعد صریح اقوال، بات یہ ہے کہ بعض نے یہ شرط حنفی کی طرف سے بیان کی کہ اس کے مذہب پر شافعی کی امام کی نماز صحیح نہ ہو، تو اسے اس کی اقتدا جائز نہیں۔ امام عینی نے اس پر اعتراض کی کہ شافعی بھی ایسا ہی کہہ سکتا ہے کہ اس کے مذہب پر حنفی امام کی نماز صحیح نہ ہو، تو اسے اس کی اقتدا جائز نہیں۔ پھر وہ مواضع بتائے جن میں نماز حنفیہ کے نزدیک صحیح اور شافعیہ کے یہاں فاسد ہے، پھر فرمایا کہ یوں کہنا چاہئے کہ حنفی شافعی کی اقتدا کرے یا شافعی حنفی کی یا مالکی حنبلی کی سب میں یہی شرط ہے کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب میں فاسد، فھو الحق، کلمات[1] علماء سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں وللہ الحمد۔

یہ سب ایک رنگ کی تھیں، یعنی ان کے دعاوی مذکورہ کا کھوج کھونے والی۔ میلان قلب شامی کی عبارت میں ایک اور لطف ہے، یعنی صحابہ و تابعین سے ان کے استناد کا رد، وہ نفی کراہت کو اس سے مقید کرتے ہیں کہ امام غیر مراعی نہ ہو ورنہ مکروہ ہے کہ:

"والذي يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف مالم يكن غير مراع في الفرائض"۔

(۱) یہاں سے آگاہ صاحب کو آگاہی کو بھی جواب ہو گیا والحمد للہ، منہ غفرلہ

AlahazratNetwork.Org

اب اس فقی کراہت پر فعل صحابہ و تابعین سے سند لاتے ہیں کہ:

"لأن كثيراً من الصحابة والتابعين كانوا يصلون خلف إمام واحد مع تباين مذاهبهم".

صاف روشن ہوا کہ وہ حضرات مرائی و محتاط تھے، پھر ان کا ایک دوسرے کے پیچھے پڑھنا تمہاری کیا سند اور ہمارے کیا مخالف۔

(بے تمیزی ۱۷)

اللہ رے شان بے تمیزی بد قسمتیاں کریں کنیزی

ایڈیٹر صاحب نے اپنی "علم الفقہ" کو آگ لگادی، ایمان لا بیٹھے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے والا جہنمی، بھلا وہ بے تمیزی بھی کیا جو گھر کا گھروندا نہ کردے، مسٹر ایڈیٹر مولوی قادر بخش صاحب شہسرامی کے فتویٰ مصدقہ مولوی لکھنوی صاحب سے سند لاتے ہیں، اس فتوے کو دیکھئے تو وہ بے چاری علم الفقہ کی گردن پر تیز چھری پھیر گیا، مسٹر ایڈیٹر نے یہ محنت، یہ جانکاہی جس لئے فرمائی یعنی وہی علم الفقہ کی ضلالت کہ:

"غیر مقلدین کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے"

جسے اب اشتہار میں اڑا گئے، اس فتوے نے اسے جہنم پہنچادیا، جلد اول فتاویٰ لکھنوی ص ۴۰۴ پر اس فتوے میں ہے: "بعد التعرض زمانہ مجتہدین اتفاق علماء وصلحا و ابرار امت کہ اہل سنت کے در میان اگر ابدعے ہو"

جب اہل سنت ان چار میں منحصر ہیں تو غیر مقلد بالاتفاق بدعتی ہوئے اور علم الفقہ کو اقرار ہے کہ:

"بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی گناہ"۔

اور اس کا بلا عذر کرنے والا عذاب کا مستحق۔

"حرام اور مکروہ تحریمی برابر ہیں، فرق صرف اعتقاد کا ہے یعنی انکار حرام کفر ہے اور مکروہ تحریمی کا انکار کفر نہیں"۔

تو ثابت ہوا کہ مسٹر ایڈیٹر کے نزدیک بھی غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے والا مستحق جہنم ہے۔

ایک ہی بے تمیزی ان کے سارے اشتہار کے رد کو کافی ہے کہ شیخ جی نے یہ سارا شاخسانہ غیر مقلدوں ہی کے پیچھے نماز جائز کرنے کو نکالا، اسی کو متی لگی گئی۔ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾

﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝﴾

(بے تمیزی ۱۸)

اور سنیے ایڈیٹر صاحب ہی کی آیت ان کی ساری کوششوں کی شامت لگا گئی

اولاً: شیخ جی ایڈیٹر کتنا ہی بزور زبان جمہور کو مجبور، اکثر کو اقل بنانا چاہیں، اس سے تو منکر نہیں ہو سکتے کہ ایک جماعت علما کے نزدیک صورت مذکورہ میں نماز باطل ہے، اور اس سے بھی منکر نہیں ہو سکتے کہ نماز کا باطل کرنا حرام ہے، اور مولوی لکھنوی صاحب جن کو ایڈیٹر فرماتے ہیں:

AlahazratNetwork.Org

"لاریب اپنے وقت میں ایک آیت تھے"۔

دیکھیں ان کی یہی آیت اپنے فتاویٰ حصہ دوم ص ۴۸۳ پر کیا فرماتی ہے:

"ایسی صورت سے کہ جس میں یہ رائے ایک جماعت فقہاء کے ارتکاب حرام ہوتا ہے احتراز واجب ہے"۔

لطف یہ کہ جس صورت میں انہوں نے یہ حکم دیا اور اختلاف فقہا خلاصہ سے نقل کیا، اس عبارت میں حکم صحت ہی کا دیا، اور قول حرمت کو بہ لفظ قیل نقل کیا جس سے ظاہر کہ قائلین قلیل اور ان کا قول ضعیف ہے، ایسی حالت پر بھی لکھنوی صاحب احتراز واجب کرتے ہیں، تو اب شیخ جی ایڈیٹر کو کون عاذر ہے، ان کی آیت کا حکم ہے، صورت مذکورہ میں اقتداء سے احتراز واجب ہے، اور شک نہیں کہ واجب کا تارک گنہ گار اور عذاب نار کا سزاوار، تو ثابت ہوا کہ ایڈیٹر صاحب جو اس اقتداء کو مباح بتاتے ہیں مسلمانوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

ثانیاً: اسی پر بس نہیں غیر تحریمہ رفع یدین کو مفسد نماز کہ کسر ع شافعیہ کی اقتدا مطلقاً ناجائز بتانے والے کیا اکابر علما کی ایک جماعت نہیں، آپ کے آگاہ صاحب نے امام الائمہ ابو الیسر امام شمس الائمہ سرخسی و امام شیخ الاسلام علی اسبیجابی و امام فقیہ النفس قاضی خان و امام ملک العلماء صاحب بدائع و امام تاج الشریعہ و امام قاضی صدر و امام برہان الدین محمود صاحب وغیرہ و امام ناصر الدین سمرقندی صاحب جامع النوادر و امام فخر الفقہا حمید الدین ضریر استاذ امام نسفی صاحب کنز وعلامہ قوام الدین اتقانی شارح ہدایہ اس کے قائل گنائے۔ ایڈیٹر صاحب ان آیت کے حکم نے ان کی بھی اندھا دھند لپیٹ لی۔

ثالثاً: بلکہ کسی شافعی مالکی محتاط کی کیا گنتی، تفع یدین کی علت خود ائمہ کرام شافعی و مالک و احمد اور ہزاروں صحابہ و تابعین میں موجود ہے۔ ایڈیٹری آیت کے حکم سے خود امام شافعی و مالک و احمد و صحابہ کے پیچھے نماز پر بھی گناہ ہے۔ اب اپنے جاں پناہ آگاہ صاحب کا وہ حکم یاد کیجئے کہ کوئی دیندار ایسی بات نہیں کہہ سکتا "خیف علیہ الکفر" تو ثابت ہوا ایڈیٹر صاحب پر خود انہیں کے مستندوں سے خوب کفر کا حکم ہے۔ کذلك العذاب ولعذاب الأخرة أكبر لو كانوا يعلمون.

شیخ جی پچھتائیں گے کہ ناحق لکھنوی صاحب کو آیت لکھ کر اپنے سر آفت لی، ان کی آیت ان کے حق میں آیت رحمت نہ ہوئی بلکہ آیت غضب، مگر نہیں وہ اس میں بھی اپنی کل رکھ گئے کہ "اپنے وقت میں ایک آیت تھے"۔

وہ وقت گیا اور وہ آیت منسوخ شیخ جی صاحب!

ع: ضربت مرداں دیدی

چہ قدر بدست و حشت بہ دشت دویدہ ام من — چہ قدر رمیدۂ تو چہ قدر سیدہ ام من

(بے تمیزی ۱۹)

"حنفی شافعی مالکی حنبلی سب حق مگر اس فتوے سے چار مختلف دین ہوگئے"۔

الٹی کہنے کے دھنی جب مذہب حنفی پر بے وضو اس کی نماز فاسد ہے اور مذہب حنفی بھی ضرور حق ہے تو اس کا فاسد

الطہارۃ فاسد الصلاۃ ہونا حق ہوا، تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا حق پر عمل کرنا ہوا، اور جو حق پر عمل سے روکے وہ کون ہوا؟ اگرچہ سب حق پر ہوں مگر عمل تو ایک ہی ہوگا۔ تم جو اس حق پر عمل کرنے کے مانع ہو ضرور اسے باطل جانتے ہو۔ تمھارے ہی طور پر چار مختلف دین ہوئے۔

(بے تمیزی ۲۰)

"ترک جماعت ہی سے بچانے کے لئے حدیث شریف میں ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی"۔

اولاً: آیا مطلقاً اگرچہ اس کی طہارت یا نماز صحیح نہ ہو یا بحال صحت، اول صریح افترا۔ اور ثانی ائمہ پر کیا وارد کہ انہوں نے بحال عدم صحت منع فرمایا ہے۔

ثانیاً: آپ فاسق و مبتدع کے پیچھے مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ نیز آپ کے تلمذی دادا کے فتاویٰ حصہ ۲ ص ۴۶۶ میں ہے:

"نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، اہل اسلام پر واجب کہ ایسے کو امام نہ بنادیں اور امام کسی مسجد کا ہو تو اس کو معزول کریں"۔

اور مکروہ تحریمی گناہ، اور شرع ہرگز گناہ کی اجازت نہیں دیتی، آپ مبتدع و فاسق کو نیک کہیں یا بد بہرحال اپنے زعم پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مخالف ہوئے کہ بزعم خود حضور کی اجازت بیان کر منع کرتے ہیں۔

ثالثاً: آپ حدیث شریف کا منشا کیا سمجھ لیں۔ امامت متعلق والیان ملک تھیں، حضور لم یامکان وما یکون صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے علم سے جانا کہ ان میں بکثرت فاجر ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز سے احتراز موجب فتنہ، اور ان کے زیر شان جہاد سے بچنا سد باب جہاد، لہذا ارشاد ہوا کہ ان کے فسق کے سبب ان کے ساتھ جہاد۔ یا ان کی اقتدا سے احتراز نہ کرنا کہ اس میں دین کا ضعف ہے اور اس میں فتنہ۔

(بے تمیزی ۲۱)

"امام اعظم نے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لینا شعار اہل سنت قرار دیا"۔

اولاً: مقصود رد خوارج ہے کہ ہر فاجر کی تکفیر کرتے۔

ثانیاً: غنیمت ہے کہ آپ جو شعار اہل سنت کو مکروہ تحریمی و گناہ بتا رہے ہیں اہل سنت سے خارج ہوئے، قسمت کا لکھا کہاں جائے۔ ﴿وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

فصل ہفتم:

شبہات مولوی لکھنوی وایڈیٹر کار داور وہ دو قسم ہے اجمالی و تفصیلی

رد اجمالی باب اول نے روشن کر دیا کہ ہمارا مذہب مذہب جمہور اور یہی اصح، اور یہی صحیح، اور یہی معتمد، اور یہی معتمد

Alahazratnetwork.org

اور یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسائل منصوصہ سے شاہد، تو زید و عمرو جو اس پر شبہات پیش کریں اصلاً قابل التفات نہیں، نہ ہم کو حاجت جواب کہ مذہب اور مفتی اور قول جمہور، پھر چون وچرا کیا مقدور، خود مولوی لکھنوی صاحب اپنے فتاوی میں "ردالمحتار" سے استناد لاتے ہیں:

"فنبع مار جحوه؛لأنهم أهل النظر في الدليل".

پھر لکھتے ہیں: "بعد فتویٰ دادن مشائخ کہ ارباب نظر و ترجیح بوند مفتیاں راجائے چون و چرائی ماند بلکہ سر تسلیم خم زدن بر ایشاں لازم است، در درمختار ست: "وأما لمخن فعلينا اتباع مارجحوه وصححوه كما لوأفتوا في حياتهم".

پھر لکھتے ہیں: "در صورتے کہ مشائخ قولے را ترجیح دادہ باشند اعتبار فتوے شان لازم ست"۔

انہیں کی عمدۃ الرعایہ میں ردالمحتار سے ہے: "علينا اتباع ما صرحوا لنا بتصحيحه".

بلکہ اگر بفرض باطل قول فقیہ ہندوانی موافق قول رازی مان لیا جائے جب بھی اور حرکثرت ترجیحات وقوت تصحیحات مثل هوالصحيح، هوالمعتمد، ہے، لہٰذا اس وجہ سے اس پر عمل واجب، مولوی لکھنوی کے فتاویٰ میں ہے:

"مرجحان قول محمد اکثر اند بہ نسبت مرجحان قول شیخین، پس اعتبار مرجحان قول محمد لازم ست، در تنقیح فتاویٰ حامدیہ می نویسد "القياس أن يعمل بما عليه الأكثر كما نقله الشرنبلالي في "مداده المسمى" پھر لکھا: الفاظ ترجیح قول محمد اکثر اند بہ نسبت الفاظ ترجیح قول شیخین، پس بالضرور ترجیح قول محمد ترجیح خواہد شد در ردالمحتار می نویسد "لا يخير بل يتبع الأكد".

انہیں کی عمدۃ الحامدیہ میں حاوی قدسی سے ہے: "يؤخذ بقول الأكثرين فالأكثرين".

بہر حال یہی قال راجح رہا اور وہ دوسرا مرجوح تو اس پر عمل کرنا یا دوسرے کو فتویٰ دینا جہل و خرق اجماع ہوا۔ اور انہیں کی عمدۃ الرعایہ میں فتاویٰ ولوالجیہ فتاویٰ علامہ قاسم سے ہے:

"اعلم أن من يكتفي أن يكون فتواه أو عمله موافقاً لقول أو وجه في المسالة ويعمل بما شاء من الأقوال أو الوجوه من غير نظر في الترجيح فقد جهل وخرق الإجماع".

ردالمحتار میں صحح القدوری سے ہے:

"الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع".

اور جاہل وخارق اجماع مستحق سزا وعذاب ہے نہ کہ لائق جواب وخطاب۔

قال الله تعالى: ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾

وقال الله تعالى: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ﴾

والعياذ بالله تعالى:

AlahazratNetwork.Org

رد تفصیلی:

یہاں چند شبہات ہیں کہ مولوی لکھنوی صاحب کے فتاویٰ و حاشیہ ہدایہ اور ایڈیٹر کی اشتہاری نزاکت میں ہیں اور ان میں اکثر ان صاحبوں کا نتیجہ ذہن نہیں، ایقاظ والے تیرھویں صدی کے ہندی شاعر شافعی المذہب کا صدقہ ہیں۔

(شبہہ۱) صحابہ تابعین ایک دوسرے کے پیچھے پڑھتے تھے"۔

اس کا جواب ان کے کذب ۱۸ تا ۲۶ گزرا، اور اس کا بدگمانی ہونا و صلی دہم میں مذکور ہوا اور صحابہ کرام پر بدگمانی رفض، بلکہ صحابہ تو صحابہ آپ کے جاں پناہ آگاہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کے بارے میں شیخ محی الدین رومی حنفی سے نقل کرتے ہیں کہ:

"در باب مجتہدان و مقلدان ایشاں بدگمان شود از خوف سوی خاتمہ ایمن نبود أعاذنا الله منه"۔

ثانیاً: ان کی بے تمیزی ۱۶ر میں انہیں کی پیش کردہ عبارت شامی نے ان کے استدلال کا استیصال کردیا۔

ثالثاً: صحابہ و تابعین کرام کی شان اور رفیع ہے انہیں علامہ شامی نے اسی عبارت کے متصل جس سے شیخ جی سندلائے صاف بتایا کہ حرم محترم میں جو لوگ امامت پر مقرر ہیں، محتاط ہیں، ولہذا علامہ بیری نے ان میں کے مخالف مذہب کے پیچھے صرف کراہت مانی کہ واجبات و سنن میں تو ہمارے مذہب کی رعایت نہ کریں، اور علامہ علی بن جار اللہ کو اصلاً نہ مانا۔ ردالمحتار میں ہے:

"كان الشيخ علي بن جارالله يصلي مع الشافعية عند تقدم جماعتهم وخالفهم العلامة الشيخ إبراهيم البيري بناءً على كراهة الاقتداء بهم لعدم مراعاتهم في الواجبات والسنن."

(شبہہ۲) "امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب تھے"۔

اولاً: اس کا وہی جواب کہ ان ائمہ مدینہ کا نماز میں غیر محتاط ہونے کا ثبوت دو، یعنی یہ کہیں سے لاؤ کہ مثلاً ان میں کسی امام نے فصد لے کر بے وضو نماز پڑھی اور ہمارے امام اعظم نے دیکھا اور دیدہ و دانستہ اقتدا فرمائی۔

ثانیاً: ان ائمہ کو غیر محتاط کہنا وہی بدگمانی۔

ثالثاً: ایک تیسرا ردان کے کذب ۵۲ میں گزرا۔

رابعاً: چوتھا ردان کی خیانت ۱۴ر میں کہ انصاف میں اتنا کہا ہے کہ امام اعظم ان ائمہ کے پیچھے پڑھ لیتے جو نماز میں بسم اللہ نہ پڑھتے تھے، پھر اس سے کیا ہوا، ترک تسمیہ ہمارے امام کے نزدیک مکروہ تحریمی بھی نہیں کجا فساد "ولکن لاذا فلا یتعطون"۔

(شبہہ۳) ہارون رشید نے پچھنے لگوا کے بے وضو کئے نماز پڑھائی، امام ابو یوسف نے پیچھے پڑھ لی اور اعادہ نہ کیا"۔

اولاً: اس حکایت کا مبدا ابن تیمیہ ہے، انصاف میں یہ کلام حرف بحرف اس کے فتوی سے ماخوذ ہے، جسے آگاہ

AlaHazratNetwork.Net

صاحب نے ایقاظ میں نقل کیا ہے جس میں اس نے جمہور ائمہ کو بدمذہب گمراہ ٹھہرایا ہے، ابن تیمیہ نقل میں متہم ہے، اپنے خلاف کی تصحیح روایات حتی کہ احادیث بخاری کا انکار کر جاتا ہے۔

"كما ذكره الإمام العسقلاني واعتذر بأنه كان اعتمد على ما في صدره".

اور اپنے موافق بے اصل حکایت کر دیتا ہے۔ امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

"من هوان تيمية حتى ينظر إليه أو يعول في شيء من أمور الدين عليه وهل هو إلا كما قال جماعة من الأئمة كالعز بن جماعة عبد أضله الله تعالى وأغواه وألبسه رداء الخزي وأرداه وبواه من قوة الافتراء والكذب ما أعقبه الهوان وأوجب له الخسران".

یعنی ابن تیمیہ کون ہوتا ہے کہ اس کی طرف التفات ہو یا دین کی کسی بات میں اس پر اعتماد ہو، وہ تو نہیں مگر جیسا امام عزالدین بن جماعہ وغیرہ ائمہ کرام نے اس کی نسبت فرمایا کہ وہ ایک بندہ ہے جسے اللہ تعالی نے گمراہ اور سوا کیا اور اسے جھوٹ اور افترا کی ایسی قوت دی جس کا نتیجہ اس کی ذلت اور اس کے لئے خسران ہوا۔

اقول: خود اس فتوے میں بھی وہ اپنی سخن تراشیوں سے باز نہ آیا، زمانہ اقدس وعہد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے اکثر ائمہ کو لکھا کہ نماز پڑھتے وقت فرض وسنت کی تمیز نہ کرتے تھے، صرف ایک جائز نماز کی نیت کرتے تھے، یعنی صحابہ نے نماز سے امتثال امر الٰہی کا ارادہ نہ کرتے تھے، یونہی ایک چوتھائی نماز پڑھتے تھے، امام مقتدی ہنسی اور کھیل کر سلام پھیرے اور مقتدی اس کی متابعت کے لئے قصداً سلام پھیر دیں تو ان کی نماز باطل نہ ہونے پر اجماع بتایا، مقتدی اگر آنکھوں دیکھیں کہ امام ہمارے مذہب پر بے وضو ہے جب بھی اس کے پیچھے انکی نماز صحیح ہونا امام اعظم کے دو قولوں سے ایک بتایا، حالانکہ کتب مذہب امام اس کے بطلان پر شاہد ہیں، پھر بھی غنیمت ہے کہ اس نے شیخ جی ایڈیٹر کو تو علانیہ جھٹلا دیا۔ مانا کہ امام شافعی وامام احمد وامام اعظم سب کا ایک قول ہے کہ صورت مذکورہ میں اس کے پیچھے نماز باطل نہ ہوگی، شیخ جی ایڈیٹر جو کہتے تھے امام اعظم اور چاروں اماموں کا قول جواز ہی ہے اور یہ کہ مقتدین میں عدم جواز کا کوئی قائل نہ ہو، اور یہ کہ خالبا ابو الیسر ہی پہلے وہ شخص ہیں جو عدم جواز کے قائل ہوئے، سب کو جہنم پہنچا دیا۔ وللہ الحمد۔

ثانیاً: اس کا کہنا کہ پھر اعادہ نہ کیا، نفی پر شہادت ہے، اسے کس نے خبر دی یا وہ امام ابو یوسف کے ساتھ تھا۔

ثالثاً: سلاطین وحاکمان ملک کا حکم جدا ہے، ان سے جدالی فتنہ ہے۔ ﴿ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾

انوار میں فرمایا: "إذا أم الوالي أو نائبه وترك البسملة والمأموم يعتقد وجوبها صحت صلاته عالماً كان أو أمياً وليس له المفارقة للفتنة".

آپ کے جاں نثار "ایقاظ" میں لکھتے ہیں:

"ثابت شد از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ دے بطریق اتمام نماز گزارد در منیٰ با حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ باوجود انکار او بر دو باب اتمام آں و چوں گفتہ شد اور ایں باب جواب داد کہ خلاف بدترین فتنہ بود"۔

رابعاً: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقت ضرورت تقلید غیر فرمالیتے، اسی انصاف کی اسی عبارت کا تتمہ لیجئے جسے اپنے اور فتوی مسئلہ فتاوی لکھنوی صاحب نے چھوڑ دیا۔

" في "البزازية" عن الإمام الثاني وهو أبو يوسف أنه صلى يوم الجمعة مغتسلاً من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ، ثم أخبر بوجود فارة ميتة في بئر الحمام فقال:إذن نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا ".

عربی سمجھنے میں دقت ہو تو اپنے آقا وصاحب کی فارسی لیجئے۔

" وقتے امام ابو یوسف نماز گزارد گفتند ش کہ در آب حمام کہ ازاں غسل کردہ بودی موش مردہ بر آمد فرمود اخذ کنیم بقول برادران خود از اہل مدینہ ذکرہ في "المحيط البرهاني" و"الظهيرية" قال: ولم يكن هذا مذهبه ".

اور قاعدہ معروفہ ہے کہ وقائع عین کے لئے عموم نہیں، اگر اس وقت امام ثانی نے مذہب امام مالک پر عمل فرمایا ہو تو اسے مسئلہ دائرہ سے اصلا تعلق نہیں کہ کلام بحال اختلاف مذہب امام ومامو م اور یہ بصورت اتحاد ہے۔

بحر میں ہے: " ينبغي حمل حال الإمام على التقليد لأبي حنيفة حملاً لحال المسلم على الصلاح ما أمكن فيتحد اعتقادهما ".

طحطاوی علی المراقی میں ہے: " إذا قلد فقد شد مستعد لعمل ولا كلام فيه "

آپ کے آقا وصاحب فرماتے ہیں:

"جو تقلید مذہب دیگر نمایدایں مسئلہ از باب اقتدا ومخالف بر آید البتہ بموافق شود ایں تقلید بشروط درست بود"۔

آپ نے دیکھا کہ اس روایت سے استناد کیسا جہل وخبط اقتدا تھا۔

(شبہہ ۴) امام احمد کا رشاد:

"کیا میں امام مالک وسعید بن مسیب کے پیچھے پڑھوں"۔

اولاً: اس کا حامی بھی وہی ابن تیمیہ۔

ثانیاً: ابن تیمیہ خود کہتا ہے کہ یہاں امام کے دونوں قول ہیں، اور آقا وصاحب، ان چکے کہ معظم علمائے مذاہب اربعہ عدم جواز پر ہیں، ان کا اقرار ان پر اور آپ پر حجت اور انکار ہمیں مضر نہیں اگرچہ تناقض کی عادت۔

ثالثاً: فروع میں مذہب امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ حنفیہ پر حجت نہیں جب کہ ہمارے ائمہ کے خلاف نہ ہو۔

(شبہہ ۵) " گویا ان کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے"

یہ محض کذب وباطل ہے، حق چار میں دائر ہے مگر ہر مذہب والے کو ظن حقیت اپنے مذہب میں ہے اور باقی میں محتمل، اور فقہیات میں ظن ملتحق بہ یقین ہے جس طرح نماز کا فساد متیقن سے بچانا فرض ہے یونہی فساد مظنون سے بچانا واجب، اور نماز جب کئی وجہ سے صحیح اور ایک وجہ سے فاسد ہو تو فاسد ہی مانی جائے گی۔

AlahazratNetwork.org

"کما نص علیه في "فتح القدیر"

نہ کہ جب وجہ مظنون سے فاسد اور وجہ احتمالی سے صحیح ہو لہٰذا واجب ہوا کہ صورت مذکورہ میں مقتدی کی نماز صحیح نہ ہو۔

(شبہہ ۶) اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا۔

مگر ان گمراہوں غیر مقلدوں سے افتراق کو نہ روئیے، یہ آپس میں نہیں، وہ آپ کے آپس کے ہوں، اہل سنت کے غیر اور ہزار بے گانوں کے بیگانے ہیں، اور ان سے افتراق بے شک فرض، ہمارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے: ((إیاکم وإیاهم))

ان سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کرو۔

اور اگر اہل سنت متبعان مذاہب اربعہ میں معاذ اللہ افتراق مقصود تو محض باطل و مردود۔

اولاً: جب ہم آپس میں ایک دوسرے کو حقیقی بھائی جانتے اور اس کے پیچھے نماز جائز مانتے اور برابر پڑھتے ہیں تو افتراق کہاں۔ غیر محتاط سے احتیاط کرنی جرم نہیں۔ فاسقوں کا عدد صالحوں سے بہت زائد ہے، اور آپ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی و گناہ اور پڑھنے والے کو مستحق جہنم جانتے ہیں، یہ آپس میں افتراق نہ ہوا، ہم نے جسے دیکھ لیا کہ مثلاً اس وقت ہمارے مذہب کی رو سے بے وضو پڑھ رہا ہے اپنی نماز پر بچانے کو اس کی اقتدا نہ کی تو یہ افتراق اور سخت افتراق ہو گیا۔

ثانیاً: اگر ہر ایک کا اپنے مذہب کی رعایت کرنا ہی افتراق ہے تو آپ اور حنفیہ تقلید ان مختلف اقوال میں حق کو معاذ اللہ ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ﴾ میں داخل کریں گے، آپ کو چار سو جھائی دیتے ہیں یا ایک ہم ہر مذہب کی کتابیں جدا، امام جدا، مسئلے جدا، حلال حرام جدا، فرعیات میں ایک کے امام کا قول دوسرا نہ مانے گا، اپنے امام کے قول کو سند جانے گا، یہ افتراق ہے یا اتفاق؟ اگر اتفاق ہے فبہا، اور اسے افتراق کہنا جہل نامنزا، اور اگر افتراق ہے تو پڑ جائے گا کیا معنی موجود ہی ہے، آپ یہ جانیں کہ سب اپنا اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کی طرح ہو جائیں، یہ ہوس خام ہے، چاروں مذاہب میں اپنے اپنے امام کی تقلید ایک سر الٰہی ہے کہ رب عزوجل نے علمائے اسلام کے دلوں میں ڈالا اور ان کو اس پر جمع فرما دیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف میں لکھتے ہیں: "وبالجملة فالمذهب للمجتهدين سر ألهمه الله تعالى العلماء وتبعهم عليه من حيث يشعرون أولا يشعرون".

جو اس نظام الٰہی کو توڑنا چاہتا ہے کھلا احمق ہے یا چھپا منافق۔ یہیں سے ظاہر ہوا کہ شیخ بی ایڈیٹر کا فرمانا:

اس فتوے سے چار مختلف دین ہو گئے۔

کذب محض ہے، دین چاروں کا ایک ہے اور فرضیات کا اختلاف بمصلحت الٰہی قدیم ہے۔ حنفیہ و شافعیہ کی دعوت کیجئے اور گوہ اور گھونگے مینڈک پکا کر سامنے رکھیے۔ کیا خفی کھالیں، اور نہ کھائیں اور اس دستر خوان سے کھڑے ہوں تو پہنچا کہ باہم افتراق ڈالتے ہو، کوئی احمق آپ کی ایسی تیسی پکار کر کوسے گا اور کھانے میں اپنے مذہب کی یہ رعایت ہے تو نماز کی اہم و اعظم فرائض اور سب سے زیادہ احتیاط کی جگہ ہے ان میں بے احتیاطی کی طرف بلانا کیا معنی، آپ کے نزدیک کھانا نماز سے اولٰی اور زیادہ ہو

Alahazrat Network www.alahazratnetwork.org

آپ جانیں، دعوت میں اس افتراق کا وبال اس مسخرے پر ہے جس نے مختلف مذاہب کو بلایا اور اختلافی حرام پکایا، اسے متنق علیہ حلال نصیب نہ تھا۔ یونہی افتراق نماز کا وبال اس پر جس کی مسجد میں مختلف مذاہب تھے اور اس نے قصداً کر مس ذکریا مساس زن کے بعد وضو نہ کیا اور ایک مذہب والوں کے نزدیک بے وضو نماز پڑھانے کھڑا ہو گیا۔ یہ رسالہ علمائے الفقہ کے وہ شبہات واہیہ جن پر دہ غرہ تھا کہ " ان کا جواب نہ ہو سکے گا" ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلي العظیم (شبہہ ۷)" حاشیہ ہدایہ میں جواز اقتدا کی اچھی دلیل"۔

مولوی صاحب لکھنوی نے آگاہ صاحب سے سیکھ کر یہاں دو باتیں لکھی ہیں، ایک جسے مہمل شوقی بڑھا کر بیسیوں میں پھیلایا اور بات صرف اتنی کہ ہر مذہب یکساں محتمل خطا ہے، پھر بطلان اقتدا کی وجہ کیا ہے، یہ وہی پانچواں شبہہ واہیہ ہے جس کے نزدیک سب مذہب یکساں محتمل خطا و صواب بل راجحان ہوں وہ لامذہب ہے کہ جب کوئی طرف اس کے نزدیک راجح نہیں، تو اس کا کوئی مذہب نہیں، تو یہ محل بحث سے نکل کر دور پڑتا ہے، اپنی علم الفقہ ہی دیکھتے، بحث تو اس صورت میں ہے کہ "امام و مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو اور نماز امام کے مذہب کے موافق صحیح، مقتدی کے مذہب کے موافق صحیح نہیں"۔

یہاں انہوں نے مذہب ہی اڑا دیا۔ لامذہبوں کی نماز سے نہ ہمیں غرض نہ اس میں بحث، اور جب مقتدی مذہب رکھتا ہے قطعاً سے عدم صحت مظنون ہے، اور یہاں ظن مثل یقین تو یہ کیوں کر اس کی اقتدا کر سکتا ہے جو اس کے نزدیک نماز ہی میں نہیں، آپ نے دیکھا کیسی اچھی دلیل لکھی کہ بحث ہی چھوڑ کر اٹھ چلے۔ دوم یہ کہا ہے غیر کی رعایت صرف مستحب ہے اگر نہ کرے تو اس پر کوئی الزام نہیں، پھر صحت اقتدا سے مانع کیا۔ آگاہ صاحب تو یہی سمجھے ہوں گے کہ ہم شافعی امام پر حنفی امام کی مراعات واجب کرتے ہیں، حاشا بلکہ حنفی پر واجب کرتے ہیں کہ اگر ہو تیرے مذہب کا کوئی فرض طہارت نماز میں چھوڑے ہوئے ہے تو تیرے نزدیک نماز سے خارج ہے اس کی اقتدا نہ کر[1] ایک کی نماز اس کے لئے صحیح ہونا کیا اسے مستلزم ہے کہ اس کے ہر غیر کے لئے صحیح ہو (۱) معذور (۲) امی (۳) اقلع (۴) اخرس (۵) عورت (۶) بچہ (۷) خنثی (۸) معتوہ (۹) برہنہ (۱۰) موہی (۱۱) راکب (۱۲) متغفل (۱۳) مسبوق (۱۴) لاحق (۱۵) مقیم کہ بعد وقت چار رکعتی فرض میں سے ۔ان سب کی نماز ان کے حق میں صحیح ہے اور سوائے خنثی و مسبوق ولاحق ہر ایک اپنے مثل کی امامت بھی کر سکتا ہے، مگر ان کے غیر کو ان کی اقتدا باطل، بالجملہ کلیت کبرائے مطویہ باطل، لہٰذا دلیلس ساقطہ وزائل دوا کی شان اتنے ادراک پر ابو حنیفہ کے مقابل۔

'رحم اللہ امرء عرف قدرہ ولم یتعد طورہ"۔

اللہ کی رحمت اس پر جو اپنی ہستی پہچانے اور چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے۔

(شبہہ ۸) "رعایت مذہب مقتدی نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے، اول تو یہ رعایت مستحب ہے فرض وواجب نہیں دوم اس کے ساتھ مشروط کہ اپنے مذہب کا مکروہ تنزیہی بھی نہ آنے پائے، نماز میں بہت مواقع ہیں کہ رعایت کرے تو نماز

(۱) یہاں ان کے مسائل کی تفصیل مقصود نہیں کہ قیود و جملہ شقوق کا احاطہ ہو بلکہ صور نقص پر تنبیہ مقصود ہے۔

AlaHazratNetwork.org

مکروہ ہو۔ سوم اس پر موقوف کہ امام مذہب مقتدی کا علم رکھتا ہو حالانکہ ایک ہی فقہ پر عبور و شوار"۔

اولاً: مولوی لکھنوی صاحب نے استحباب رعایت پر اقتصار کیا تھا، آپ نے اس کے محال ہونے کا شگوفہ بڑھایا، طرفہ یہ کہ اسی منہ میں مستحب بھی کہا اور آپ کے جان پناہ گاہ صاحب نے بالا جماع سنت بتائی ہے۔

"خروج بخلاف ائمہ بالاجماع سنت بود تانماز او بمذہبین درست باشد"۔

عجب کہ جو امر نا ممکن و محال ہے شرعاً اجماعاً سنت و مطلوب ہے۔ ﴿ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ﴾ کے معنی خوب سمجھے کہ اللہ تعالٰی محال چیز کو فرض و واجب تو نہیں کرتا، مگر بطور استحباب اسی طرف بلاتا ہے کہ جو بات ہو ہی نہیں سکتی وہ کرو۔ واقعی سوختنی تھی کا اقرار اچھا نبھایا۔

ثانیاً: صحت اقتدا کے لئے فرائض و طہارت و نماز کی رعایت در کار ان میں مذہب حنفی کا کونسا فرض ہے کہ شافعی کے یہاں مکروہ، بلکہ جسے ہم فرض مانتے ہیں جیسے وضو میں ربع سر کا مسح، غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا، ان کے یہاں سنت یا جزء سنت یا کم از کم مستحب ہے۔

ثالثاً: وہ امور معدودہ ہیں، پندرہ بیس مسئلے سیکھ لینا کیا دشوار ہے خصوصا وہ کہ دائر و سائر اور ہر فرقی علم پر روشن و ظاہر ہیں۔

رابعاً: اگر یہ عسر ہو اور وہ بھی اس درجہ کا کہ رعایت فرائض مذہب موافق کرنے سے نماز ہی ترک ہو جائے تو استفادہ کیجئے، پندرہ بیس کی دشواری وہ تھی صدہا کا بوجھ کون اٹھائے گا، وضو، غسل، میاہ، تیمم، شروط الصلاۃ، صفۃ الصلاۃ، مفسدات و غیرہا میں کتنے مسائل ہیں جن پر صحت نماز موقوف، اور ان کی رعایت اس پر موقوف کہ مصلی ان کا علم رکھتا ہو، حالاں کہ ایک ہی باب کی جزئیات پر عبور دشوار، یہ تو ابواب کثیرہ ہیں دشواری کی یہ شدت کہ عوام در کنار آپ پیش خویش عالم ماہر مصنف بلکہ مجتہد ہیں اور اس کے عبور کی وہ حالت جس کا ضمنہ فصل دہم میں ملے گا، تو نماز ہی چھوڑیے یا کم از کم فرائض و ضروریات کی رعایت اٹھا دیجیے، کسی طرح دشواری تو ٹلے، والعیاذ باللہ تعالٰی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خامساً: محال جاننے والے صاحب اپنے اوپر سب کو قیاس نہ کیجئے، آپ نے نہ دیکھا کہ علامہ بیری وغیرہ نے ائمہ حرم کو کیسا محتاط فی الفرائض مانا۔

سادساً: وصل دہم میں سن چکے کہ اس پر گمان حسن کا حکم ہے، تو اگر بعض حنفی رعایتیں اس سے رہ گئی ہوں مانع اقتدار نہ ہوں گی جب تک مقتدی کو اس کے ترک فرض کا علم نہ ہو جائے، اور یہ بلا شبہہ بہت نادر ہے، ایسے جمع نصیب نہ ہوا اسی بہانے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما جائیے اور مہینوں رہ کر دیکھیے، کسی وقت آپ شافعی امام میں نہ بتا سکیں گے کہ طہارت یا نماز میں فلاں فرض مذہب حنفی کا تارک ہے۔

(شبہہ ۹) جو بہت چمک کر لکھا کہ "حضرات صحابہ کرام یا امام شافعی یا امام مالک یا حضرت سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہم بطور کرامت ظہور فرمائیں اور امام نماز نہیں تو اس فتوی والے ان کے پیچھے نہ پڑھیں گے، ہائے کیسی گستاخی و

Alahazratnetwork.org

محرومی ہے۔"

اولاً: کیسا منہ بھر کر ان حضرات کو غیر محتاط مانا ہے، اور وہ بھی کاہے میں نماز میں۔ "ہائے کیسی گستاخی و محرومی ہے" وہ ائمہ احتیاط کے سردار ہیں، ان کے غلاموں کے پیچھے جوان کی کفش برداری و آستانہ بوسی سے دین میں محتاط ہو گئے نماز بے وغیرہ جائز ہے۔ (دیکھو وصل دہم)

ثانیاً: یہ کریمہ: ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾

آپ کی کمیٹی میں ضرور منسوخ ہو گئی، ان حضرات عالیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز تو آپ کے طور پر گناہ اور پڑھنے والا جہنم کا مستحق (دیکھو اپنی بے تمیزی ۸) اور یاد کیجئے اپنے تلمذی دادا صاحب کا فرمان) آپ ناحق اسے مسلمانوں کے سر تھوپتے ہیں، اور وہ بھی کن کے سر چاروں مذہب کے جمہور ائمہ کرام کے سر "ہائے کیسی گستاخی و محرومی"

ثالثاً: فرائض نماز میں اختلاف مذہب بالائے طاق رہا آپ اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ اور اس کی کتاب کفر نصاب "تنویت الایمان" کو کیا جانتے ہیں، اگر مسلمانوں کی طرح اسے گمراہ بددین اور اس کتاب کو مردود ولعین جانتے ہیں تو لکھ دیجئے، مگر حاشا کہ آپ ایسا جانیں، نہ لکھنا مانیں، کیا آپ کے ایک بڑے متبوع کے یہاں اس کا نفع عام نہ مانا، اس کو حضرت مولانا نہ کہا، اور جب وہ آپ کے مولی کا مولیٰ تو آپ کا مولیٰ بدرجہ اولیٰ، اب اس لیئس المولیٰ ولبئس العشیر کی تقویت الایمان سامنے رکھ لیجئے، صحابہ وائمہ واولیاء اور کنار ملائکہ وانبیاء اور خود حضور اقدس سید الانبیاء حتی کہ خود حضرت حق (جل علاو علیہم افضل الصلاۃ والثناء) کوئی بھی شرک سے بچا؟ یوں سمجھ میں نہ آئے تو کتاب الجواب "المؤکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ" (۱۳۱۲ھ) وکتاب مستطاب "اکمال الاظامۃ علی شرک سوی بالامور العامۃ" (۱۳۱۱ھ) اور اب حال کا رسالہ "کشف ضلال دیوبند" (۱۳۳۷) ملاحظہ کیجئے، سبحان اللہ آپ کے یہاں خود حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز باطل محض کہ آپ کے لوگ ان کے پیچھے پڑھیں تو اپنے نزدیک جہنم میں پڑیں، حضور کے پیچھے نماز نہ اب ہو سکتی ہے نہ حضور کی حیات ظاہری میں، پھر ائمہ کی کیا گنتی کہ شرک وامامت کا اجتماع محال "ہائے کیسی گستاخی و محرومی ہے" ہاں اگر آپ لکھ دیں کہ ہمارے نزدیک اسمٰعیل گمراہ بددین تھا اور اس کے یہ اقوال ابوال ولعین تو البتہ اس تیسرے سے آپ کو مفر، اگرچہ {کلا لا نوذر}۔

رابعاً: فرمایئے تو یہ حضرات کرام تشریف لاکر کون سے فرش میں بے احتیاطی فرمائیں گے، وہ غسل کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، اب جو کرامۃً تشریف لائیں گے کونسا حدث واقع ہو گا جس سے وضو میں ربع سر سے کم کا مسح فرمائیں گے، کون سے نہانے کی حاجت ہو گی کہ بے کلی کا غسل فرمائیں گے۔ یا نجاست پڑے ہوئے قالینوں یا رکھے ہوئے بچھونے پانی سے نہانے یا دھو کر نے جائیں گے، یا فصد لیں گے، یا پچھنے لگوائیں گے، یا منہ بھر کے قے کریں گے، یا نماز میں قہقہے سے ہنسیں گے اور وضو نہ فرمائیں گے، یا لباس مبارک یا جسم مقدس میں درہم بھر سے زیادہ منی لگی ہو گی اور نماز پڑھائیں گے، یا شیر خوار لڑکا ان پر پیشاب کرے گا اور اسے نہ دھوئیں گے، صرف چینٹا دے لیں گے، یا کون سی نماز قضا کر کے بے اسے پڑھے وقت کی پڑھائیں گے، یا مشتہاۃ عورت کے برابر کھڑے ہو کر امامت فرمائیں گے، وہ صورت بتایئے کہ مفسد نماز ان سے ثابت

متحقق ہوگا جس پر حنفیہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے، یا مظنون الوقوع ہوگا جس کے نہ کرنے کی بیشتر شرط لگائیں گے، ائمہ کرام کے پیچھے حنفیہ پڑھتے ہیں ان سے تو شرط کی نہیں جاتی ان اکابر سے شرط کرنے جائیں گے، مگر بدزبانی وبدتمیزی کا کیا علاج۔

خامساً: دینا دار التکلیف ہے یا برزخ بھی۔ ثانی قطعاً باطل اور اجماع سلمین کا نقض اور حدیث صحیح کی تکذیب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إذا مات ابن آدم انقطع عمله)) الحديث. رواه مسلم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

لاجرم ان کی نماز ہوگی تو نفل ہی ہوگی، اب فرمائیے نماز پنج گانہ وجمعہ میں ان کی امامت امام اعظم وامام ابویوسف وامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک صحیح ہے یا باطل۔

اگر صحیح کہتے ہو تو وہ تمہارے ہی علم الفقہ تمہارے منہ پر تمہیں سخت جھوٹا کہہ رہی ہے۔ (حصہ دوم ص ۹۸)

(۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے "اگر کہتے جہاں ان کے پیچھے نماز فرض باطل ہے، تو ہائے کیسی گستاخی و محرومی ہے" نہ اکہری بلکہ دوہری کہ صحابہ کرام وامام شافعی وامام مالک وغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز باطل بتائی اور ہر کس وناکس کو ان سے زیادہ بتایا اگرچہ کاکوری کا ملکی یا لکھنوی کا بھٹیارا ہو کہا: "مقتدی امام سے زیادہ"۔ سادہ سنا اور بڑھ کر سنیے اگرچہ آپ کے جان بنا آقا حضرت شیخ مجدد کو معاذ اللہ معاند مدعی کہنا اور کافر غالی لکھ گئے مگر آپ تو اپنے اشتہار میں "ان کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی" لکھ رہے ہیں ملاحظہ ہو کہ یہ امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۸۲ میں کیا فرماتے ہیں:

"امروز در حلقہ بادا و حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا وعلیہما الصلوات والتسلیمات بصورت روحانیان حاضر شدند، پرسیدہ شد شما نماز بمذہب امام شافعی ادا می نمائید؟ فرمودند ما بشرائع مکلف نیستیم، ہمت قطب مدار را امام مربوط ساختہ اند و قطب مدار بمذہب شافعی ست ما ہم در پس او نماز بمذہب شافعی ادا می نمائیم، دراں وقت معلوم شد کہ بطاعت ایشاں جزا مترتب ست، در ادائے طاعت موافقت باہل طاعت می نمایند و مراعات صورت طاعت عبادت می کنند۔"

اب اقتدا کی خبریں کہئے، یہاں تو نفل بھی نہ رہے صرف عبادت کی صورت رہ گئی اب کہئے: "ہائے کیسی گستاخی و محرومی ہے" یہ ہیں آپ کی باور ہوا شبہات باطلہ۔ ولاحول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

فصل ہشتم:

ائمہ کرام کی شان میں ایڈیٹری گستاخیاں

مسلمانو! تم پر ایڈیٹر کی چالاکیاں عیاریاں کھل گئیں، ان کے شبہات وباطل کی کالکیں دھل گئیں، اور آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ فقیر کا فتویٰ عین ارشاد جماہیر ائمہ کرام ہے، امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسائل

Alahazratnetwork.com

منصوصہ سے اس کا علام ہے، باقرار آگاہ صاحب وہی جملہ متون ومشروح وفتاوی کا ارشاد ہے، اسی پر معظم علمائے کرام مذاہب اربعہ کا اعتماد ہے، تو اس فتوے والے جمہور ائمہ دین ہیں اور یہ فتوی ان کا ارشاد متین، اب ان کے ساتھ مسٹر ایڈیٹر کی گستاخیاں دیکھئے۔

گستاخی نمبر۱: تو بھی کہ " در حقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔

گستاخی نمبر۲: اس قول پر عمل کیا جائے تو ابیس میں سخت افترا پڑ جائے گا۔" یعنی ائمہ کرام مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والے ہیں۔

گستاخی نمبر۳: " ایسی بے سرو پا تحریر کو شرعی فتوی کہنا شرع مقدس کی توہین ہے" یعنی جماہیر ائمہ دین کا ارشاد محض بے سروپا بے بنیاد اور اسے شرعی فتوی کہنا شرع مطہر کی توہین۔ کذلك یطبع الله علی کل قلب متکبر جبار.

گستاخی نمبر۴: " اس فتوے سے چار مختلف دین ہو گئے" یعنی ائمہ دین چاروں مذہب کے کبرائے معتمدین معاذاللہ۔ ﴿ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ﴾ ہیں۔

گستاخی نمبر۵ و۶: " اس فتوے والے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔ یہ کیسی گستاخی و محرومی ہے"۔

گستاخی نمبر۷: " اس فتوے والے اکثر روافض کی طرح جماعت سے محروم" اور اجلہ اکابر علماء کی سخت سخت تہدیدیں یہاں تک کہ خوف کفر حتی کہ صریح بتکفیر کا بیان فصل ۳ و۴ میں گزرا۔ یہ ان کی حقیقت ہے۔

AlahazratNetwork.org

فصل نہم:

ایڈیٹر کے بعض باقی اغلاط و جہالات

(۱) امام ابوالیسر متوفی ۴۹۳ھ کو قول جمہور کا پہلا قائل بتانا جس کی عبارت ان کے کذب ۲۸ر میں گزری، اگر مسائل مجموعہ ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم تک رسائی نہ تھی تو کیا امام رکن الاسلام علی سغدی متوفی ۴۶۱ھ۔

(۲) امام شمس الائمہ حلوانی متوفی ۴۴۸ھ کہ خود امام ابوالیسر سے مقدم نہ تھے؟

(۳) امام احمد بن محمد ناطفی صاحب واقعات متوفی ۴۴۶ھ۔

(۴) امام شیخ الاسلام بکر متوفی ۴۳۳ھ

(۶) مکحول متوفی ۱۱۸ کیا آپ کے جان پناہ آگاہ انہیں اس قول کے قائل نہیں بتاتے۔

" قول رابع عدم جواز اقتداء، بمخالف مطلقا پر اس قول انداز قدمائے حنفیہ مکحول ابوالیسر و شیخ اسمعیلی و صاحب بدائع"۔

(۷) لطف یہ کہ خود ہی قول ابوالیسر کا متن روایت مکحول بتاتے ہیں، تو مکحول امام ابوالیسر سے پہلے ہوئے یا بعد۔

(۸) کیسا کھلا جنون ہے کہ " قول ابوالیسر کی وجہ محض مکحول کی غیر معتبر روایت ہے" مکحول کی روایت تو یہ ہے کہ رفع یدین مفسد نماز ہے، یہ مفسد تو شافعی امام کی نماز میں پایا جائے گا، اس سے حنفی مقتدی کی نماز کا فساد کیوں کر لازم آیا ہے جب

تک یہ نہ مانیں کہ مقتدی کے حق میں اس کا اپنا مذہب معتبر ہے؟ یعنی اگر امام کی نماز میں وہ بات ہوئی جو مقتدی کے مذہب میں موجب فساد تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ روشن ہوا کہ اس روایت کی بنیاد پر نماز مقتدی فاسد ماننا ای اعتبار مقتدی پر مبنی ہے، نہ کہ اعتبار رائے اس روایت پر مبنی، مگر کیا کیجئے کہ ع: عقل بازار میں نہیں بکتی۔

(۹) مولوی لکھنوی صاحب کی فوائد بہیہ سے نقل لائے:

" بها اغتر أبو اليسر فحكم بعدم جواز اقتداء الحنفي بالشافعي؛لأنهم يرفعون وهو مفسد عندنا ".

اس میں حکم فساد اقتدا کو اس روایت پر مبنی کیا یا اعتبار رائے مقتدی کو؟ مسٹر ایڈیٹر مطلقاً شافعی المذہب کے پیچھے منع اقتدا دو باتوں پر مبنی ہے: اول رفع یدین کا مفسد نماز ہونا کہ اور مفسدات تو شافعی امام میں کبھی ہوتے ہیں اور یہ وہ ہمیشہ کرتے ہیں۔ دوم رائے مقتدی کا معتبر ہونا کہ اگر رفع یدین مفسد بھی ہو تو نماز مقتدی فاسد نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی رائے معتبر نہ ہو کہیئے جو ایک اصل پر فرع کی بنا بتانے کو دوسری اصل کو اس پر مبنی بتانا سمجھے سخت احمق ہے یا نہیں۔

(۱۰) لطف یہ کہ ان کتابوں میں سے اکثر میں وہ قول بھی ہے " اکثر کا حال تو سرکاری کذب ۵۳ ر میں گزرا اور وہ قول ان میں ہونے کا حال بعونہ تعالی عنقریب آتا ہے۔ اور بفرض غلط وہ قول جس طرح ان کتب میں ہے اس کا حال سرکاری خیانت ۳۶ ر ۴۷ ر میں گزرا۔ کیا صرف کسی قول کا ذکر کتاب میں کافی ہوتا ہے اگرچہ اسے روایت، خلاف صحیح یا بے سر یہ مہمل لطف بانگ بے ہنگام ہوا نہیں، یوں تو آپ کو قرآن عظیم سے بہت مدد ملے گی کہ بکثرت اقوال رد کے لیے ذکر فرمائے ہیں، کہہ دینا کہ قرآن عظیم میں یہ قول بھی ہے۔

(۱۱ تا ۱۴) اس مسئلہ میں مذہب حنفی اور شاوات جماہیر ائمہ متقدمین و متاخرین کو سخت نفرت کے قابل بتانے کا الزام اپنے اوپر سے اٹھانے کو بحر سے سند لائے کہ انہوں نے شافعیہ سے منع منا کحت کو محض تعصب کہا اور " نعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا " پڑھا۔

اولاً: کہاں اس مذہب حنفی قول صحیح معتمد جمہور کو سخت قابل نفرت کہنا جو یقیناً مذہب سے نفرت ہے، اور کہاں اس قول شاذ پر اعتراض جو ہرگز مذہب حنفی نہیں کہا جا سکتا۔

کیا ایسی جگہ آپ ان اشعار کی اجازت دیں گے یا نہیں جن میں ایک شعر مثنوی شریف کا ہے:

آنچہ انسان کرد اژیر ہم کند — سوختہ عقلے کہ بیخ دین کند

او گمان بردہ کہ من کردم چواو — فرق را کے بیند آں استیزہ جو

ثانیاً: بفرض غلط مسامحات ہی سہی تو یہ عجب ادب ہے کہ بڑوں نے دو ایک بڑوں کو کہا لہذا ہم بھی کہیں گے اور ہزاروں اکابر کو کہیں گے، رافضی بھی ایسی ہی سند لایا کرتے ہیں کہ دیکھو فلاں صحابی نے فلاں صحابی کو کہا، روافض نے صحابہ کو برا کہا تو برا کیا۔

ثالثاً: امام ابن الہمام نے ایک مسئلہ میں کہا "کثیراً ما یقلد الساھون الساھین" اس پر محقق بحر نے کہا "ھذا سوء أدب وغلط" محقق بحر نے کہا "من العجب أن الشافعیۃ شرعوا فی الشبھۃ أن تکون قویۃ" اس پر علامہ سید احمد حموی نے کہا: "لا عجب فی المسائل الاجتھادیۃ بل ذلك سوء ادب" اور اس کے نظائر غیر ناور، دیکھو ایسی جگہ انکار ہوتا ہے نہ کہ اسے دستاویز بنا کر ائمہ پر زبان درازی۔

رابعاً: پھر بھی صاحب بحر کا کلام دیکھئے کہ شرور وسیّات کو اپنی طرف نسبت کیا نہ کہ تمہاری طرح سخت نفرت کے قابل ہونے کو ارشادات ائمہ کی طرف۔

(۱۵ تا ۱۷) اسی پر دوسری سند لائے کہ ان کے فرضی "محمود قنوجی قاضی دمشق عدم رفع یدین کی شرط کی کو اسفہ واقبح اقوال کی لکھتے ہیں اور یہ کوئی دیندار ایسی بات نہیں کہہ سکتا"۔

تین جواب اول یہاں بھی ہیں، معہذا اس فرضی خیالی قاضی پر بھی چار زیادتیاں ہیں۔

اس کی عبارت کہ خود ان کے جان پناہ نے نقل کی یہ ہے:

"وأیضا القول بعدم جواز الاقتداء خلف من یرفع یدیہ فی الرکوع یؤدي إلی عدم جوازہ خلف الإمام الشافعي صاحب المذھب رضي اللہ تعالی عنہ، وھذا من أقبح القول وأسفھہ ولا یتجاسر أحد بإطلاقہ ومن أطلق واعتمدہ خرف علیہ الکلیۃ"

اس میں خود اس قول کو نہ سفہ کہا نہ قبح، نہ "لا یتجاسر أحد" کا یہ ترجمہ کہ "کوئی دین دار ایسی بات نہیں کہہ سکتا" جس سے قائلوں کی معاذاللہ بے دینی کا اشعار ہو، اس میں تو یہ ہے کہ "کوئی ایسی بات کہنے کی جرأت نہ کرے گا" پھر بھی اس شرط کی نسبت نہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ شرط ایک ایسے امر کی طرف مؤدی ہوتی ہے کہ کہیں اور اس پر جمیں تو جنیں وچناں ہے مؤدی الیہ کے احکام بعینہا مؤدی کے ہونا کیا ضرور، مگر ہم ایسی نازک باتوں میں ایڈیٹر کی غلطیاں کیا شمار کریں جن کو واضحات میں سکندریاں ہیں۔

(۸) ان دونوں سے بدتر حالت سخت جہالت پہ تیسری سند ہے "حضرت شیخ مجدد نے شیخ اکبر کے اقوال کو کس قدر قابل نفرت قرار دیا، پھر یہ لکھا کہ بایں ہمہ شیخ در رنگ مقبولان بنظر می آید"

سبحان اللہ کہاں علوم حقائق اور ہر اوق سے ارقی اس کے دقائق پھر شیخ کا بیان جس میں عقول وانہام چناں، وہاں طریقہ سلامت یہی ہے جو حضرت مجدد وا کابر امامجد نے اختیار فرمایا کہ قول جو معنی اس سے اپنے فہم میں ناقص میں آئے تسلیم نہ کیا اور قائل قدس سرہ کی عظمت کا دم بھریں اور کہاں یہ علوم ظاہر وہ ان کا قیاس صریح وسواس خناس۔

(۱۹) حضرت مجدد کے لفظ یہ ہیں: "عجائب کار وبارست شیخ محی الدین از مقبولان نظری آید واکثر علوم او کہ مخالف آرائے اہل حق اند خطا و نا صواب ظاہر می شود ما نا کہ بخطائے کشفی معذور داشتہ اند ودر رنگ خطائے اجتہادی از ملامت مرفوع ساختہ"۔

AlahazratNetwork.Org

کہاں خطائے اجتہادی کے مثل خطائے کشفی اور اور کہاں وہ گندے لفظ کہ "نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں" حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کو جن مسائل میں ہمارے حضرت امام امام الائمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے خلاف ہے وہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام شافعی سے خطائے اجتہادی ہوئی مگر مذہب امام شافعی کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل وہی کہے گا جو سخت گستاخ بے ادب بے باک بد زبان دریدہ دہن ناپاک ہوگا، اسے اس پر ڈھالنا کیسی سخت جہالت ہے اگر ہم اسے شیخ جی ایڈیٹر کی جہالت پر محمول نہ کرتے تو یہ ان کی بیالیسویں خیانت تھی۔

(۴۰) یہاں قول تین ہیں۔

اول: صرف رائے مقتدی معتبر ہے رائے امام کا کچھ اعتبار نہیں، اگر شافعی نے فصد لے کر بے وضو کئے نماز پڑھائی حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی کہ رائے مقتدی پر وہ بے وضو ہے اگرچہ اپنے مذہب میں اس کا وضو نہ گیا، اور اگر شافعی نے مس ذکر یا مساس زن کیا تھا جس سے ان کے نزدیک وضو باتار ہتا ہے اور بھول کر بے وضو کئے نماز کو کھڑا ہو گیا حنفی کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی کہ ہمارے مذہب میں اس کا وضو باقی ہے اگرچہ اس کے اپنے مذہب میں نہ رہا یہی قول صحیح و معتمد قول مہجور ہے۔

دوم: دونوں کی رائے معتبر ہے تو دونوں صورتوں میں اس کے پیچھے حنفی کی نماز نہ ہوگی، یہ قول امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور ایک جماعت کا ہے، نہایہ میں اسے اقیس اور کفایہ میں اصح کہا۔

سوم: صرف رائے امام معتبر ہے رائے مقتدی کا لحاظ نہیں، یہ قول مشائخ حنفیہ میں صرف امام ابو بکر رازی کا ہے، علامہ سراج نے سکوت کیا، امام فخر الدین زیلعی نے تبیین الحقائق میں تینوں قول جدا جدا بیان فرمائے ہیں، اول قول معتمد اور فرمایا: هو الصحیح، پھر قول رازی، پھر قول ہندوانی، اور بحال مخالفت رائے مقتدی جواز اقتدا کو صرف قول رازی پر مفترع فرمایا، قول ہندوانی میں اسے اصلا نہ لیا، بلکہ اس میں بحال مخالفت رائے امام عدم جواز اقتدا ذکر کیا۔ یہیں سے فرق اولین کھلتا تھا، علامہ نوح آفندی و علامہ سندی و علامہ حلبی و علامہ سید طحطاوی نے قول امام ابو جعفر کے معنی تصریحا بیان فرمادیئے کہ وہ دونوں کی رائے معتبر رکھتے ہیں اور فرمایا: یہی صحیح ہے، وصل ۶ میں اسے مدلل کر دیا گیا۔ یہ معنی انہوں نے خاص قول دوم کے بتائے ہیں۔ "جو امام ابو جعفر اور ایک جماعت کا ہے"۔

یہ چاروں عبارتیں نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۴ ار میں گزریں جن میں "من عبارة الهندوانی" اور "عند جماعة منهم الهندوانی" موجود ہے، قول رازی کے یہ معنی ہو کیسے سکتے تھے کہ اس میں "اقتدی بامام رعف" بالتصریح ہے، تو ثابت ہوا کہ یہ قول رازی قول ہندوانی پر مبنی نہ ان علمائے کرام کے دعوئ اتفاق میں ملحوظ۔ علامہ شامی کو شبہہ ہوا جس پر انہیں خود جزم نہ ہوا انہوں نے "منحۃ الخالق" میں ظاہر فرمادی، کلام علامہ نوح نقل کر کے فرمایا: "لكن ليتامل هذا مع تجويز الرازی فليحرر۔

شیخ جی آپ معاف فرمائیں لیتامل خواہ فلیحرر یعنی اس میں غور کرنا چاہئے یا اس کی تنقیح کرنی چاہئے، ایسے اوامر

علماء سے ایڈیٹری کی استعداد مقصود نہیں ہوتی بلکہ علمائے ماہرین کی انظار ثاقبہ، فقیر نے بسبب فرمائش علامہ شامی تامل و تنقیح کو تمام فرمایا اور ثابت کردیا کہ کلام علامہ نوح غبار سے پاک وصاف ہے۔ اب رہا یہ کہ قول رازی مخفی و مستور نہیں، علمائے کرام کے پیش نظر ہے، پھر بھی علامہ نوح آفندی اعتبار رائے متقدمی پر اتفاق بتارہے ہیں، یہ کچھ دشوار نہیں، علماء کی عادت ہے کہ ایسا خلاف نادر کو ساقط النظر فرما کر اجماع بتاتے ہیں۔ مبسوط امام شمس الدین سرخسی میں ہے " کان الطحطاوی یقول کل اسم یجب وھو قول مخالف للاجماع فعامۃ العلماء علی ذلک مستحب ".

مواقف میں ہے: " الجمھور علی أن أھل الإمامۃ مجتھد ذو رأي شجاع، وقیل: لایشترط ھذہ الصفات نعم یجب أن یکون عدلاً عاقلاً بالغاً ذاکراً حراً فھذہ الصفات شروط بالإجماع ".

شرح علامہ سید شریف میں ہے: " (فھذہ الصفات) الثمان الخمس (شروط بالإجماع) وفیہ علی الأول إشارۃ إلی أن القول بعدم اشتراط لثلاث الأول مما لایلتفت إلیہ ". لہذا فقیر نے لکھا: " کان لایجعل الخلاف لا یعبأبہ ".

یعنی گویا محقق حلبی کا دعوی اجماع اور علامہ آفندی کا دعوی اتفاق اس بنا پر ہیں کہ خلاف شاذ کا اعتبار نہ فرمایا: شیخ جی اب آپ سمجھے کہ اسی (۱) نافہمی کو فہم اور فہم خداداد کو نافہمی سمجھ کر آپ کا فرمانا کہ:

"نوح آفندی کہ دعوی اتفاق کارد (۲) آپ نہ سمجھے

اور پھر اس پر یہ مسجع پڑھنا کہ " بزاز نکتہ باریک ترز مو نیاشد " کیا آسان کا تھوکا ہو

(۱) آپ کو اگر سمجھنے کا ادعا ہے تو معارک علمیہ جانے دیجئے اور عربی عبارت بھی نہ لیجئے ہم دو قطعے پیش کرتے ہیں ایک فارسی اور دوسرا اردو، اس امید پر کہ شاید آپ فارسی تو سمجھیں۔ انہیں کا مطلب بتادیجئے اور یہ کہ ان میں کیا معما ہے، ہم کچھ پتہ بھی دے دیں کہ آپ کو مطلب سمجھنے میں اس کے ذات وصف بتائے کیا اور دیار شرق میں کسی زمانے میں کوئی تحصیل دار بنے گئے جن کی قلیل تنخواہ اور بیش کی پڑھانے پر ایک مولوی علاوہ تمام خرچوں کے پچاس روپے ماہوار پر رکھے، ایسے عالی ہمت بھی دنیا میں ہوتے ہیں، ادھر ایک تھانہ دار تیس روپے تنخواہ پاتے تھے اور بیش کو انگریزی پڑھانے پر پورے پچاس روپے ماہانہ دیتے تھے۔ والد تحصیل دار نے اس ناقص تحصیل کو جہاں صرف کیا تھا دوم میں اس کا بیان ہے۔

اول:

تجھے گنتا ہوں حال رشید احمد بگو — گفتنش گویم ترا از ذات وصف کاملش
آنچہ پر جو ہر شد از وے تاج فرق پاک شد — زیر او شد راست سر بل زیرے پائے اوذلش

دوم:

تحصیل دار باپ کی رقم مزید سے — تحصیل بے اصول لے گھر سے چل دیئے
بھاگے جو سر پہ پاؤں کو رکھ کر اولٹ پڑے — دو چار مد سوط نے کیا سرگراں کسے

(۲) نسے فصاحت کلمہ کو، اتفاق کا رمز تکھنوی کی فصاحت۔

AlahazratNetwork.Org

ست باز و بجہل می خندند پنجہ باسر د آنہیں چنگال

(۲۱) علامہ نوح نے اسی غلط خیال کی بنا پر اتفاق کا دعویٰ فرمایا" خدا کی شان {یعلمون ظاھراً من القول } کے مصداق اکابر علماء، علامہ جلیل الشان نوح آفندی و علامہ سندی صاحب غایۃ التحقیق و علامہ سید طحطاوی محشیان در مختار کے ارشاد صحیح کو غلط خیال بتائیں، اس برتے پر فرماتے ہیں کہ "خاں صاحب اگر ردالمحتار ہی سمجھ کر دیکھتے جس کی شرح لکھنے کا ان کو دعوی ہے تو ایسی فاش غلطی نہ کرتے"۔

شیخ جی حق کو باطل، باطل کو حق سمجھ کر شیخی بگھار نا، فاحش کی جگہ فاش لکھنا آسان ہے، اور کلام علماء سمجھنا کار "نڈشو" نہیں، ردالمحتار واضح کتاب ہے، اہل علم میں محتاج شرح نہیں، اور اہل ایڈیٹری بعد از ہزار شرح بھی نہیں سمجھ سکتے، فقیر نے شرح نہیں لکھی بلکہ تحقیدات وتنقیحات ذکر کی ہیں، جد الممتار تو چھپی نہیں، جلد اول فتاویٰ رضویہ مطالعہ کیجئے، اتنے ہی ابواب میں ردالمحتار کی صدہا محققانہ تنقیحیں تنقیدیں ملیں گے۔

(۲۲) "مطلب یہ کہ علامہ نوح وعلامہ حلبی نے خلاف کو ناقابل توجہ قرار دے کر دعوی اتفاقیہ کیا مگر یہ غلط ہے ان کے دعوے کا سبب شامی سے ظاہر ہو چکا" مناحق اپنی نانجی کو دہرا دہرا کے نمبر پڑھوائے۔

(۲۳) "لطف یہ کہ ان کی کتابوں میں سے اکثر میں وہ قول بھی ہے، جو صاحب علم الفقہ نے اختیار کیا" ہیں نے قول رازی لیا اور ان کتابوں میں یہ قول ابو جعفر ہے، اب کہ دونوں کا فرق ظاہر ہے، یہ لطف نرا جہل ملفق ہے۔

(۲۴) "بلکہ بعض میں اس کو مرجح لکھا ہے" کسے قول ابی جعفر کو نہ قول رازی کو" یہ اب دوسرا کذب ہوا۔

(۲۵تا۲۹) ردالمحتار کی دو عبارتوں اور نہایہ وعنایہ وطحطاوی سے قول ہندوانی کا ذکر لانا اور بعض نے کہ اسے اقتیں کہا اسے اپنے مختار کی ترجیح سمجھنا اسی غلط فاحش پر مبنی ہے۔

(۳۰) "شامی نے ایک جماعت کو اس کا قائل بتایا کس کا" قول ہندوانی کا نہ رازی کا، یہ بھی وہی غلطی ہے۔

(۳۱) فتوے میں تحانا یہ مسئلہ نہ صرف بحر و دو ردالمحتار ورسالہ قاری میں ہے بلکہ (فلاں فلاں) کتب مذہب و تصریحات ائمہ اجلہ میں ہے"۔

اس پر شیخ جی فرماتے ہیں:

"صرف کا لفظ علم الفقہ میں نہیں بلکہ وغیرہم ہے، پھر مناحق عوام پر وسعت نظر بتانے کو ۱۴ کتابوں کے نام اور گنوا دیئے"۔

اس جہالت کی کوئی حد ہے، مسئلہ جس قدر کتب کثیرہ میں ہوگا اس کی وقعت زائد ہوگی، اور معلوم ہوگا کہ یہی ہمارے جمہور ائمہ کا مذہب ہے، اس کے لئے کتب معتمدہ کے حوالوں کی تکثیر مناحق ہے؟

ثانیاً بکس نے کہا کہ آپ کی علم الفقہ میں لفظ "صرف" ہے، یا "وغیرہم" نہیں، مگر آپ کی "وغیرہم" تو نویں بھی ثابت ہوئی کہ ان کے سوا ایک کتاب میں اور ہوتا، عظمت شان مسئلہ گھٹانے ہی کو تو آپ نے تین متاخر کتابوں اور ایک رسالہ کا

نام جبراً قہراً لے کر باقی کو "وغیرہم" کے پردے میں چھپایا، آپ کی پردہ دری کو سترہ (۱۷) نام اور بیان ہوئے کہ یہ مسئلہ نہ صرف اولیں بلکہ ان سب میں ہے۔

ثالثاً: شیخ جی عام مسلمانوں خصوصاً علمائے کرام پر بدگمانی جہنم کی راہ ہے، بفضل اللہ ثم بفضل حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جس عالم دین کو علمائے کرام حرمین شریفین نے امام مانا مجدد مانا، سردار مانا، استاذ مانا ہم اس سے حدیث وفقہ ودیگر علوم کی سندیں لیں، جس کی وسعت نظر ووقت نظر کے سکے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ۱۴۰ر کتابوں کے نام گنانے سے یہ نیت کرے کہ آپ جیسے عوام پر وسعت نظر ظاہر ہو، اب آپ ہی اس کا طریقہ بتائیے مذہب کی کمی دلیل اور مسئلہ میں ایک وھو کے طور عوام کو چلے کہ یہ باطل وبے دلیل اور نہایت نفرت سے دیکھنے کے قابل ہے، عالم دین بتائے کہ یہ جھوٹا ہے اور یہ ظاہر کرنا چاہے کہ یہ نامہ کتب اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں، تو اب وہ کیا کرے، اگر کتب کثیرہ کی عبارتیں لاتا یا حوالے دیتا ہے تو آپ کے نزدیک عوام پر ناحق اپنی وسعت نظر جتاتا ہے، لہذا آپ کی مرضی یہ ہے کہ وہ چپ رہے اور اس وھوکے بازی چل جانے دے۔

امام جلیل نخرزیلعی نے "تبیین الحقائق" مسئلہ ہذا میں فرمایا: "الأول ذكره في "الخانية" وعزاه إلى "الذخيرة" و"الفتاوى المرغيناني" و"الواقعات" و"الحاوي" و"جامع الأخلاطي" و"المنافع" و"الحواشي"، فهذه عامة كتب الحنفية كما تراه فكان هذا الأظهر" انتہی الحمد للہ کتاب کا کوئی باب کتب حنفیہ میں، تو جو ان میں ہے وہی راجح ہے۔ یہی طریقہ نقیر بھی ہے کہ ایسے حوالے دیے کہ معلوم ہو کہ یہی مسلک جمہور ہے اور یہی راجح ومتصور ہے، مگر ایڈیٹری طرز علاً کیا جائے۔

(۳۲)" جو بات قابل نفرت ہو اس کے قابل نفرت کہہ دینے سے حنفیت زائل ہونا آپ ہی کی اصطلاح ہے"

پردے میں نہ بولئے کھل کر کہئے، وہ بات کیا ہے، مذہب ائمہ کرام ہے، مذہب صحیح معتمد جمہیر ائمہ حنفیہ کو "نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل کہے" اور کیا حنفی کا حنفی بنا رہے، یہ آپ ہی کی اصطلاح ہے۔

(۳۳) " اس فتوے سے چار دین ہوگئے، انتہا ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے"

جو بے احتیاط ہمارے فرائض مذہب چھوڑے، ہمارے مذہب پر اس کی طہارت نہ ہو، نماز نہ ہو، اس کے پیچھے نہ پڑھنے سے دین مختلف ہو جانا آپ ہی کی اصطلاح ہے، آپ معذور ہوں اور آپ کے گھر میں تندرست تو نہ آپ ان کے پیچھے پڑھ سکیں گے نہ وہ آپ کے پیچھے، تو اب آپ کا ان کا دین مختلف ہوگیا، نکاح ہی نہ رہا، یہ کہاں کا مسئلہ ہے۔

(۳۴) اس فتوے والے اکثر جماعت سے محروم رہ جاتے ہیں"

یہ یا تو اہل بمبئی وغیرہ پر افترا ہے، یا اگر بعض ناواقف بغیر علم بے احتیاطی امام اقتدا نہ کرتے ہوں تو اس سے مذہب صحیح متعمد پر کیا الزام۔

(۳۵) " جماعت کی پابندی اور چنداں عزت ووقعت ان لوگوں میں نہیں" کیا خوب اس کا الزام بھی مذہب ائمہ پر

ہے، نہیں نہیں یہ اپنی اس روافض والی بات کا جواب ہے کہ جماعت سے ان کی محرومی نہ بوجہ فتوای ائمہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہ جماعت کی پابندی نہیں۔

(۳۶) غیر مقلدین لامذہب خذلہم اللہ تعالی جو سیدنا الامام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی سخت توہینیں کرتے ہیں۔ قاتلہم اللہ أنی یؤفکون .

ان کو شیخ محی الملۃ میرٹھ نے انتا فرمایا کہ:

"ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق"۔

اس پر فتوے مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ "امام صاحب کی قدر اس کے یہاں صرف ایک مسلمان ہونے کی ہے"۔

مسٹر ملیٹر اس کا جواب فرماتے ہیں:

"لفظ مسلمان کی خوب قدر کی آپ کا خیال کدھر ہے "کل الصید فی جوف الفراء"

اولاً: ہر شخص کہ سر میں دماغ اور دماغ میں عقل رکھتا ہو جانتا ہے کہ اصحاب فضائل خاصہ کو ایک وصف عام سے تعبیر کرنا ان کے فضائل خاصہ سے انکار کا اشعار کرتا ہے، خصوصا اس تذکرہ میں کہ وصف عام و خاص فرق احکام کرتا ہو، زید مسلمان بے علم کو برا کہنے سے ایک عالم کو برا کہنا بدتر ہے، آج کل کے کسی عالم کی ایف گوئی سے امام کی بدگوئی بدتر ہے، امام کی تحقیص سے صحابہ کرام کی تحقیص بدتر ہے، صحابہ کی توہین سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین بدتر ہے، لاجرم قرآن عظیم نے سب کو شامل ہے، اب آپ کے یارانِ مشرب دیابنہ وغیرہم جو حضرات انبیاء و خود سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں اس پر بھی نہیں کہتے کہ ایک مسلمان کو برا کہتے ہیں کیوں کہ:

"کل الصید فی جوف الفراء"

ثانیاً: آپ کی اپنی نہیں آپ کے مولی کے مولی ذہبل مولی اسماعیل دہلوی کی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر افترا کرکے ارشاد حضور "لا تشربونی" کا مطلب یہ گڑھتا ہے:

یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔"

دیکھئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خصائص عالیہ سے منکر ہو کر ایک وصف عام رسالت میں حصر کر دیا ہر رسول میں موجود۔

ثالثاً: فراجنگلی گدھے کو کہتے ہیں: یہ آپ نے معنی اسلام کی قدر کی کہ اسے جنگلی گدھا بنایا، اگر آپ کو کوئی کہے تو کتنا لگے اور اگر جنگلی پہ بدکے تو بستی کا کہے کیا اسے روا رکھیئے گا۔

(۳۹۶۳۷) فتاوی مبارکہ میں غیر مقلدوں کی نسبت تھا۔

"ان کے عقائد وہ ہیں جن میں بکثرت کفریات ہیں جن کی رو سے ان پر بحکم فقہائے کرام لزوم کفر ہے جن میں سے متر (۷۰) الکوکبۃ الشہابیہ میں مذکور ہیں۔"

AlahazratNetwork.Org

اولاً: آپ کیا جانیں کہ اقوال کے کفریات اور قائل کے کافر ہونے میں کتنا فرق ہے۔

ثانیاً: نہ آپ بحکم "فقہائے کرام" کی قید سمجھے۔

ثالثاً: "نہ لزوم کفر کے" کے معنی سمجھ سکے۔

(۴۰) یہ تو آپ کی جہالتیں تھیں، آگے یہ مطلق حکم کہ "کلمہ گو کو کافر کہنا بڑا گناہ ہے" صریح ضلالت بلکہ اپنے عموم پر قائم رہنے تو کھلا ارتداد والحاد ہے۔

اولاً: اس کے لئے "الکوکبۃ الشھابیۃ" "وسل السیوف الھندیۃ" و"حسام الحرمین شریف" و"تمہید إیمان بآیات قرآن" و"سبحٰن السبوح" وغیرہا تصانیف فقیر اور روندوہ کی کثیر کتب مطالعہ کیجئے کہ آپ کو معلوم ہو کہ کلمہ گو اکر کفر کرے تو اسے کافر کہنا فرض بلکہ عین الاسلام ہے۔

ثانیاً: آپ جانتے کہ کافروں میں مرتد بھی کوئی قسم ہے، مرتد وہی کافر ہے جو باوصف کلمہ گوئی کفر کرے۔

ثالثاً: آپ کے دادا تلمذی کے فتاویٰ کے حصہ اول ص ۳۲۹ میں ہے:

"بعض فرق شیعہ کافر ہیں مثل ان کے جو کہتے ہیں علی آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے افضل تھے۔

کیا یہ فریق کلمہ نہیں پڑھتے؟

رابعاً: ایڈیٹری علم الفقہ صفحہ ۳ میں ہے:

"جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں، حضرت فاروق اعظم کا بھی یہی مذہب ہے"۔

کیا نماز چھوڑنے والا کلمہ گو نہیں ہوتا، تو آپ کے نزدیک اجلہ صحابہ وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہم بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے پھر بھی آپ کے دادا تلمذی کی کیا گنتی۔

خامساً: کتاب "الکوکبۃ الشھابیہ" پچیس برس سے سرد بابیہ پر صاعقہ بار اور بحمد اللہ تعالٰی آج تک لاجواب ہے۔ اور بعونہ تعالٰی ہمیشہ لاجواب رہے گی۔

آپ کو حمایت وہابیہ کا چاؤ اور چھلا تھا تو مردانگی یہ تھی کہ اس کا جواب دیتے، انہوں کے سرسے ستر (۷۰) کفروں کا الزوم ٹالتے اس سے عہدہ برا ہو لیتے پھر بڑا چھوٹا گناہ گھارتے اور جب یہ ناممکن تو قرآن کریم میں ہے:

﴿مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾

فصل دہم:

ایڈیٹری عناد

(۱) "خانہ ساز فتوی" بازاری فتوے آپ کے یہاں ہوتے ہوں گے۔

اولاً: جب شیخ جی کو مسلم کہ مجیب وسائل دو جدا فاضل پھر خانہ ساز کیا معنی۔

AlahazratNetwork.Org

ثانیاً: خانہ ساز سے کہئے کہ آپ کے دادا تلمذی کی ساری تیسری جلد گھر ہی کی ساخت ہے، آپ ہی سائل آپ ہی مجیب۔

(۲) شریعت آپ کے گھر کی نہیں" اس کا حال تو اوپر معلوم ہوا کہ آپ کا محض کذب وافترا ہے مگر:

اولاً: گھر کی شریعت اسے کہئے کہ آپ کے مرجع الفتوی گنگوہی صاحب کا دھرم تو یہ ہے جو ان کے فتاوی حصہ اول ص ۲۳۸ پر میں ہے۔

" صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور"۔

ایضاص ۱۳۰:

" یہ حرام ہے اور شرک بالاتفاق ہے"۔

حصہ ۳ ص ۱۹:

"وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کردو"۔

اور جب اسی استعانت سے سوال ہوا حصہ ۳ ص ۱۵:

" پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت غیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر

یا رسول اللہ انظر حالنا حد بدور صحبنا ما اللہ کافی لنا

شاید اشعار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و قاسم کی استعداد یہ ہیں۔ یہاں جو انہوں کا قدم درمیان تھا اسی نزام و شرک بلاتفاق کفر کو دیکھیے کیسا خالص حلال ہوا جاتا ہے، جواب میں لکھتے ہیں:

"نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ متوقف پر طعن ہو سکتا ہے"۔

یہ ہے گھر کی شریعت کہ جب چاہا کفر حلال کر لیا۔

ثانیاً: انہیں گنگوہی صاحب کا دھرم تو یہ ہے، حصہ اول ص ۳۱:

"موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے"۔

ایضاً۔

"اس کا بولنا بھی ناروا ہے۔ ص ۱۱۱ پر پڑھنا ان کا حرام ہے"۔

حتی کہ حصہ ۳ ص ۳۴:

"ایہام گستاخی سے خالی نہیں پس ان کا بکنا کفر"۔

اور اسی سوال ص ۵۱ کے جواب میں اپنوں کے نام دیکھ کر کہا:

"فی ذاتی ایہام بھی ہے مگر بندہ اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا"

یہ ہے گھر کی شریعت کہ جب چاہا کفر اور جب چاہا معصیت بھی نہیں۔

AlahazratNetwork.Org

ثالثاً: انہیں گنگوہی صاحب کا دھرم تو ہے، حصہ ۳ص ۱۸ر وجہ یہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام ہے۔ حصہ ۱۰ص ۸۱:

"بدعت وضلال سے خالی نہیں"۔

اور یہاں جوابوں کا ذکر دیکھا فرمایا:

"کراہت موہوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت مخیر ہوجاتی ہے مگر اسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا"۔

یعنی جن کے ٹٹوادھر کو اسے گھر کی شریعت کہتے ہیں۔

رابعاً: ہر خادم علم جانتا ہے کہ حدیث وفقہ دونوں کے حکم سے غیر قریشی قریشی کا کفو نہیں، تو شیخ انصاری شیخ صدیقی یا فاروقی کا بھی کفو نہیں ہوسکتا نہ کہ سادات کرام کا، مگر آپ کے دادا تلمذی آپ جو انصاری تھے۔ حصہ ۲ص ۱۹۴ر پر فرمایا:

"صدیقی فاروقی انصاری سید سب میں آپس میں کفائت ثابت ہے، اور جو قوم کہ اس کا نسب کسی قبیلہ عرب سے نہ ملتا وہ کفوان لوگوں کا نہیں ہے"۔

خامساً: آپ تمباکو کو پیتے نہیں تھے کھاتے تھے لہذا کھانا تو جائز اور پینا مکروہ تنزیہی مان کر گناہ ٹھہرالیا اور بعد عادت گناہ کبیرہ حالانکہ وہ تنزیہی ہرگز اصلاً گناہ نہیں دیکھو، دیکھو رسالہ: "جلی هيلة أن المكروه تنزيهاً ليس بمعصية"

اور کھانے پینے دونوں کا ایک حکم بلکہ کھانے میں کراہت زائد اور دیکھو رسالہ:

"تنخة المرجان فی حکم شرب الدخان"

(۳) سوال میں نہ علم الفقہ کا نام تھا نہ اس کے دلائل کا ذکر خود آپ کے اشتہار میں سائل کی نسبت ہے:

"نہ علم الفقہ میں جو دلائل ہیں نہ ان کو نقل کیا"۔

پھر فتوے پر یہ الزام کہ:

"نہ علم الفقہ کے دلائل کا جواب دیا، کیسا عناد ہے"

(۴) علم الفقہ جیسی مہمل مشکل بے معنی جس پر ایک مسئلہ میں یہ ساڑھے تین سو ضرب کے قریب اور اگر باب اول کی ۲۲۰ر عبارات ملالیجئے تو پونے چھ سو ضرب کے قریب، اسے یہ کہنا کہ علم الفقہ کی وجاہت ومقبولیت میں اگر کچھ کمی تھی تو یہ کہ اب تک ناقصین کے مطاعن سے محروم تھی"۔

کیسا عناد اور کس حیا کا تقاضا ہے۔ علماء ایسے اخبارچی رسالوں کی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے، عوام میں جتنی چاہو وجاہت بنالو اب اس مسئلہ کی ضرورت سے بعض بعض احباب نے آپ کی کتاب کو چار حصے بلکہ چار جلدیں بنایا جن کا مجموعہ چھوٹے چھوٹے تین سو ورق بھی نہیں، گویا کل کائنات تقطیع کلاں ۱۸-۱۹ جزبے۔ عاریۃ بھیجئے، سبحٰن اللہ جو ورق الٹا غلاط کا مینا بازار پایا، اگر انہیں چار حصوں کی خطائیں غلطیاں شریعت پر افترا نافہمیاں لکھی جائیں تو بلا مبالغہ ان سے زائد اوراق میں آئیں اور فائدہ کیا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ فرما چکے:

AlahazratNetwork.Org

"لاتردن علی الجاهل قولاً فیستفید منك علماً ویتخذك عدواً".

ہرگز کسی جاہل کا رد نہ کر کہ وہ تیرے رد سے علم حاصل کرے گا اور تجھے دشمن بنالے گا، پھر آپ کو آپ کا نمونہ دکھانے کے لئے میں نے چاہا تھا کہ صرف پہلے حصے کے پہلے ہی دو ایک جز کے اغلاط لکھوں، مگر دیکھوں تو اغلاط کا انبار ہے اس پر مجھے ایک مستقل رسالہ لکھنا ہوتا لہذا دیباچہ کے بعد پہلے کی صفحہ کی سات ہی سطروں کے اغلاط دکھاؤں، یہ صفحہ ۱۳ ہے، اس کی اخیر ۹ سطروں میں دو آدھی آدھی ہیں اور ایک تہائی اور اخیر بھی کچھ مقطوع کہ مجموع سات سطریں ہیں، چھوٹی چھوٹی پاشال لکھی کہ کس طرح میں چار سطر سے زائد نہیں، انہیں کے اغلاط کی سیر کیجئے اور خدا توفیق دے تو حق بتانے والے کا حق مانیئے۔

وان کان مثلك لا یشکر وظلما یسمی بعبد الشکور

علم الفقہ کی ابتدائی سات ہی سطروں میں غلطیوں کی بہار مسلسل لگاتار۔

(۱) پانی کو کہا: بیرنگی اس کا رنگ ہے۔

یہ غلط ہے۔

اولاً: کیا آبِ رنگ کبھی نہ سنا۔

ثانیاً: مشاہدہ شاہد، دودھ میں پانی کا نیل نیل گونی لائے گا، اور سفید کپڑے پر پانی سیاہی مائل وہ میلا ہے کا جب تک خشک نہ ہوجائے۔

ثالثاً: بحر احمر و بحر اخضر نہ دیکھے ہوں تو کالا پانی دیکھئے۔

رابعاً: پانی نظر آتا ہے اور ابصار دنیا کے لئے رنگ شرط عادی ہے، بے لون چیز نظر نہیں آتی۔

خامساً: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

"الأسودان التمر والماء".

دونوں سیاہ رنگ چھوہارے اور پانی۔

سادساً: خود متعدد احادیث مرفوعہ بحضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں "لونہ" موجود اور بلا تعذر حقیقت سے عدول مردود۔

سابعاً: کتب فقہ میں اس کے رنگ کا متواتر ذکر، بے رنگی کو رنگ کہنا آپ کی اصطلاح ہو، جیسے جہل الفقہ کو علم الفقہ مگر عالم کی یہ اصطلاح نہیں۔

(۲) "مزہ اس کا اس سے پوچھئے جس نے گرمی کی شدت اور پیاس میں پیا ہو"

شدت حاجت کے وقت پر معرفت ذائقہ کو محمول کرنا جہالت ہے بلکہ اس وقت بد مزہ چیز بھی مزہ دار معلوم ہوتی ہے، بات یہ ہے کہ آپ کو پانی کے مزہ کی خود ہی تمیز نہ تھی لہذا گرمی کے پیاسے پر ٹالی۔

ثانیاً: قرآن عظیم میں: ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ﴾

AlahazratNetwork.Org

نہ پڑھا تو لکھنؤ میں کھاری کوئیں بکثرت ہیں اور میٹھے پانی کی تلاش ہوتی ہے، یوں بھی ادراک ہوا۔

ثالثاً: حقیقت یہ ہے کہ لذت وطعم یعنی ذائقہ میں تمیز نہیں، وقت شدت احتیاج دفع الم کا نام التذاذ ہے نہ کہ شئ کا ذائقہ شرابی کو خمار اور افیونی کو توڑ کے وقت ایسی خبیث تلخ چیزوں میں کیسی لذت ہوتی ہے، اسے ان کے ذائقے سے کیا تعلق، اس کی نظیر بالضد ہے کہ کوئی آپ ہی سا عقل مند کہے پانی کا بد ذائقہ اس سے پوچھئے جس نے صفراوی یا بلغمی بخار کی شدت میں بے پیاس اسے پیا ہو۔

(۳) مقید وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی نہیں کہتے، جیسے گلاب یا پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت لگاتے ہیں، جیسے تربوز کا پانی، ناریل کا پانی" آب زعفران میں بھی اور خصوصیت ہے اور اس سے وضو جائز۔ ہدایہ، خانیہ الفرد یہ وغیرہا۔

ثانیاً: یونہی آب باقلا۔ ہدایہ۔ فتح۔ عنایہ۔ جوہرۃ۔

ثالثاً: گلاب میں آب موجود یعنی آب گل اور پھر پانی نہیں کہتے۔

رابعاً: تربوز کا پانی پانی کی جنس ہی سے خارج ہے نہ کہ ہے تو پانی مگر مقید۔

خامساً: یونہی ناریل کا پانی۔ آپ کو مطلق ومقید کا بیان دیکھنا ہو تو رسالہ "النور والنورق لاسفار الماء المطلق" دیکھئے کہ آنکھیں نورانی ہوں۔

(۴) "مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں: طاہر مطہر غیر مکروہ، طاہر مطہر مکروہ، طاہر غیر مطہر مگر کبھی نجس نہ ہوا، پس تقسیم کو مراقی سے لیا۔ عجب کہ جواد کام ائمہ کو جانچے اس نے یہاں جانچ سے استغنا دیا، حصر تو کہیں، مطہر حرام رہ گیا جیسے غصب کیا ہوا پانی۔

(۵) "طاہر مطہر مکروہ وہ پانی جو خود پاک ہو مگر غیر مکروہ کے ہوتے اس سے وضو غسل وغیرہ مکروہ تنزیہی"۔

اور جس سے مکروہ تحریمی ہو وہ کس قسم میں جائے گا۔

ثانیاً: خود ہی ص ۱۹ پر اسی قسم کے بیان میں کہا:

"دریائی یا غیر دموی جانور پانی میں ریزہ ریزہ ہو کر مل جائے تو اس کا پینا مکروہ ہے، ہاں وضو وغسل درست ہے"۔

کہ اس کا پینا مکروہ تنزیہی نہیں تحریمی ہے۔ دیکھو علم الفقہ حاشیہ ص ۱۴۲ وغیرہ میں سب کام آگئے۔ بتائیے تو کونسا طاہر مطہر پانی ہے جسے جانور کو پلانا اور گارے میں ڈالنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

ثالثاً: طاہر مطہر کی تفسیر میں پاک کہا پاک کنندہ کہاں گمایا، اگر کہیے: "اس سے وضو مکروہ تنزیہی" کہنے نے بتایا کہ قابل تطہیر ہے تو اس نے طاہر ہونا بدرجہ اولیٰ بتایا۔

ابتدا ہی منہ کھولتے ہی چھوٹی چھوٹی ساتھ سطروں میں بیس غلطیاں کرنے والا کتنا بڑا مجتہد العصر ہوگا اور اس کی کتاب کیا کچھ عجب العجاب۔ یہ ہے ان کی علم الفقہ اور یہ ہے اس کی وجاہت ومقبولیت۔ ولاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلي العظیم. وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین. والحمد للہ رب العلمین.

AlahazratNetwork.org